عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹر نیشنل

جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۴۲

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

حدیث مجدد

اِس حدیث سے فردِ واحد مُراد ہے یا ایک جماعت؟

ایک دلچسپ اور مدلل مضمون

شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ کیوں ضروری ہے؟

ایک بہائی کا آیت خاتم النبیین پر اعتراض اور علامہ سید سلیمان ندوی کا جواب

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت اور فرقہ واریت

حکیم عبدالرحمن آزاد کا مکتوب اور وزیر داخلہ کا جواب

کسب حلال

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

الحمدللہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید الأنبیأ و المرسلین، وعلی آلہ وصحبہ أجمعین ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسب حلال کی فضیلت اور اس کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"إن أطیب ما أکلتم من کسبکم"

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۴۲)

تمہاری سب سے زیادہ پاکیزہ روزی جو تم کھاتے ہو وہ ہے جو تمہاری اپنی کمائی ہوئی ہو۔

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رزق کو سب سے زیادہ پاکیزہ اور طیب فرمایا جسے انسان جائز اور قانونی ذرائع کے ذریعہ محنت کرکے حاصل کرتا ہے، چاہے وہ محنت تجارت کی شکل میں ہو کھیتی باڑی کی شکل میں ہو، ملازمت کی شکل میں ہو یا مزدوری وغیرہ کی شکل میں ہو

اسلام ایک پاکیزہ دین ہے۔ اس کی تعلیمات بھی پاکیزہ ہیں اور وہ پاکیزہ کا حکم دیتا ہے، اور پاکیزہ روزی اور کسب حلال کا حکم دیتا ہے۔ اسی لیے اس نے جائز اور قانونی ذرائع اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، ناجائز اور غیر قانونی ذرائع کے استعمال سے روکا ہے، اور ان ناجائز ذرائع سے حاصل شدہ روزی کو حرام اور خبیث مال سے تعبیر کرتا ہے۔ اور اس کے بُرے نتائج سے ڈراتا ہے۔

کسب حلال کی ترغیب دیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ما أکل احد طعاماً قط خیراً من عمل یدیہ وإن نبی اللہ داؤد کان یاکل من عمل یدیہ"

(صحیح بخاری)

کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی کھانا نہیں کھایا، اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے لوہے کو نرم فرمادیا تھا۔ جس سے وہ زرہیں بنایا کرتے تھے جو جنگ کے وقت پہنی جاتی تھیں، اس سے صنعت و حرفت کی فضیلت معلوم ہوئی۔

کسب حلال اور رزق حلال کی اسلام میں اتنی زیادہ اہمیت ہے کہ اس کے لیے جس طرح ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے، اسی طرح انبیأ اور رسل علیہم السلام کو بھی اس کا حکم دیا گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

إن اللہ طیب لا یقبل إلا طیبا، وإن اللہ أمر المؤمنین بما أمر بہ المرسلین فقال: (یا أیہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً) وقال تعالیٰ (یا أیہا الذین آمنوا کلوا من الطیبات ما رزقناکم) (صحیح مسلم)

بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور وہ پاکیزہ مال کو ہی قبول کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو وہی حکم دیا ہے جس کا حکم پیغمبروں کو دیا ہے۔

کسب حلال کے لیے اسلام نے جن وسائل اور ذرائع کو جائز اور مشروع قرار دیا ہے ان ہی ذرائع کو اختیار کرنا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے، جیسے تجارت، زراعت، صنعت و حرفت، ملازمت اور مزدوری وغیرہ اور ایسے ذرائع اور اسباب سے بچنا اور دور رہنا ضروری ہے جن کو شریعت نے حرام اور ناجائز قرار دیا ہے، اور بعض امور ایسے ہوتے ہیں جن کا حلال یا حرام ہونا مشتبہ ہوتا ہے، ایسے امور سے بچنے میں انسان کے دین کی حفاظت ہے، اور جس نے ایسے امور سے بچنے کی کوشش نہ کی اس کے لیے اس بات کا خطرہ ہے کہ وہ حرام میں مبتلا ہوجائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مفہوم کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

الحلال بیّن والحرام بین وبینہما أمور مشتبہات لا یعلمہن کثیر من الناس فمن اتقی الشبہات استبرأ لدینہ وعرضہ، و من وقع فی الشبہات وقع فی الحرام۔

(متفق علیہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حلال واضح اور کھلا ہوا ہے اور حرام بھی واضح اور کھلا ہوا ہے ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں ایسی ہیں جو مشتبہ ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ شرعی حکم نہیں جانتے، لہٰذا جو شخص کہ ان مشتبہ امور سے بچتا رہا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا، اور جو ان مشتبہ امور میں پڑ گیا وہ حرام میں مبتلا ہوا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کو ایک مثال سے واضح فرمایا، اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ یا حکومت اپنے لیے ایک چراگاہ مقرر کرکے اسے ممنوعہ علاقہ قرار دے، لہٰذا بکریاں اور جانور چرانے والوں کے لیے سلامتی اس میں ہے کہ وہ اپنے جانور سرکاری چراگاہ سے دور چرائیں لیکن انہوں نے احتیاط نہ برتی اور اپنے جانوروں کو اس سرکاری چراگاہ کے قریب چرانے لگے تو بہت ممکن ہے کہ ان کی ذرا سی غفلت سے وہ جانور سرکاری چراگاہ میں داخل ہوجائیں اور وہ چرانے والے سرکاری گرفت میں آ کر سزا کے مستحق ہوجائیں، یہاں اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیأ کو ممنوعہ علاقہ سے تشبیہ دی گئی ہے، اور مشتبہ امور کی مثال اس سرزمین کی ہے جو ممنوعہ علاقہ سے ملی ہوئی ہے۔ چونکہ مشتبہ اور حرام چیزوں کی حدود قریب قریب ہیں اس لیے خطرہ ہے کہ جو شخص مشتبہ امور میں مبتلا ہوا وہ اسکی حدود

باقی صفحہ ۲۶ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

مُدیر مسئول **عبدالرحمٰن باوا**

جلد: 11 | ۸، ۱۵ شوال ۱۴۱۳ھ بمطابق ۲ تا ۸ اپریل ۱۹۹۳ء | شمارہ: ۴۲

اس شمارے میں

۱: کسبِ حلال ــــــــ ۲
۲: نعت شریف ــــــــ ۴
۳: اداریہ ــــــــ ۵
۴: ایمان سب سے بڑی دولت ہے ــــــــ ۷
۵: مسلم معاشرے کا اجتماعی تشخص ــــــــ ۱۰
۶: شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ ــــــــ ۱۲
۷: ایک بہائی کا آیت خاتم النبیین پر اعتراض ــــــــ ۱۳
۸: تحریک ختم نبوت منزل بہ منزل ــــــــ ۱۵
۹: فن لطیف کوریا میں مذہب کا فقدان ــــــــ ۱۸
۱۰: حدیث مجدد ــــــــ ۲۱
۱۱: نعت رسول مقبولﷺ ــــــــ ۲۳
۱۲: حضرت علیؓ کا اتباعِ سنت ــــــــ ۲۵
۱۳: قادیانیت یہود و نصاریٰ کی نظر میں ــــــــ ۲۶

چندہ بیرون ملک

غیر ممالک سالانہ بذریعہ ڈاک ۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام "ہفت روزہ ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۰۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

چندہ اندرون ملک

سالانہ ــــــــ ۱۵۰ روپے
ششماہی ــــــــ ۷۵ روپے
سہ ماہی ــــــــ ۴۵ روپے
فی پرچہ ــــــــ ۳ روپے

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر

مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر

محمد انور

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب رحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳۲۰۰ پاکستان
فون نمبر: 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن باوا ـــ طابع: سید شاہد حسن ـــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ـــ مقام اشاعت: ج ۱، پرنٹ لائن کراچی

باطن باصفا ملتا نہیں !

اکبر الٰہ آبادی

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں
ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں

معرفت خالق کی عالم میں بہت دشوار ہے
شہرِ تن میں جبکہ خود اپنا پتا ملتا نہیں

غافلوں کے لطف کو کافی ہے دنیاوی خوشی
عاقلوں کو بے غمِ عقبیٰ مزا ملتا نہیں

کشتیِ دل کی الٰہی بحرِ ہستی میں ہو خیر
ناخدا ملتے ہیں لیکن باخدا ملتا نہیں

غافلوں کو کیا سناؤں داستانِ عشقِ یار !
سونے والے ملتے ہیں دردآشنا ملتا نہیں

زندگانی کا مزا ملتا تھا جن کی بزم میں
انکی قبروں کا بھی اب ہم کو پتہ ملتا نہیں

حرفِ ظاہر ہو گیا سرمایۂ زیب و صفا !
کیا تعجب ہے جو باطن باصفا ملتا نہیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور فرقہ واریت
حکیم عبدالرحمان آزاد کا خط اور وفاقی وزیر داخلہ کا جواب

گزشتہ دنوں آپ نے یہ خبر پڑھی ہوگی جس میں کہا گیا تھا کہ عنقریب فرقہ وارانہ تنظیموں پر پابندی عائد کر دی جائے گی جب فرقہ وارانہ تنظیموں کا نام دیکھا تو ان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا نام بھی شامل تھا۔ اس پر عوام اور شمع ختم نبوت کے پروانوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ یہ خبریں ان دنوں آئی جب حکومت نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کا مطالبہ تسلیم کر لیا۔ حکومت کے اس فیصلہ سے قادیانیوں کو سخت دھچکا لگا اور وہ اپنے سرپرستوں (عیسائیوں) کے پاس جا کر روئے دھوئے۔ یقیناً "انہوں نے یہ بھی کہا ہوگا۔

اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

یعنی قادیانیت کا پودا تمہارے بڑوں یعنی انگریزوں نے لگایا ہے وہ بڑے جس طرح پاکستان میں تمہاری سرپرستی کر رہے ہیں اسی طرح ان کا دست شفقت ہمارے سروں پر بھی ہے۔ ہم ان کا احسان کبھی نہیں بھول سکتے لیکن اب شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ رکھنے سے ہماری حق تلفی ہو رہی ہے۔ جب ہم میں اور آپ میں کوئی دوری نہیں ہے تو آپ حضرات اس انداز سے مذہبی خانے کے خلاف آواز بلند کریں کہ ہمارا نام نہ آئے رہا جلسے جلوسوں میں حاضری کا مسئلہ تو جب ہمارے تمہارے درمیان کوئی دوری نہیں بلکہ مرزا جی کو "مسیح موعود" ماننے کی وجہ سے ہم بھی مسیحی ہیں تو حاضری کی کسر ہم پوری کریں گے۔ رہا تخریب کاری اور گھیراؤ جلاؤ کا مسئلہ تو اس کی ہمیں پہلے ہی تربیت حاصل ہے۔ اس کے بعد عیسائی اپنے بڑوں کے لگائے ہوئے پودے قادیانیت کی حمایت کے لئے سڑکوں پر آ گئے۔

یہ خبر جس کا اوپر ذکر کیا گیا انہی دنوں کی ہے اور یہ قادیانی یا قادیانی نواز صحافیوں کی شرارت ہے جس کا مقصد حکومت کو لائن دینا تھا۔ اسی لئے اس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو شامل کیا گیا ہے حالانکہ مجلس فرقہ واریت اور سیاست دونوں سے دور رہتی ہے یہی وجہ ہے اس کے اسٹیج پر تمام مکاتب فکر کے علماء اور راہنما جمع ہوتے ہیں ملک میں دوسری کوئی ایسی جماعت نہیں جس کے اسٹیج پر بیک وقت تمام مکاتب فکر جمع ہوتے ہوں۔ عالمی مجلس کو فرقہ وارانہ جماعت قرار دینا ایسا ہی ہے جیسا پچھلے دنوں یہ خبر آئی تھی کہ امریکہ پاکستان کو دہشت گرد ملک قرار دے گا۔ جس طرح پاکستان کو دہشت گرد قرار دینا صحیح نہیں اسی طرح عالمی مجلس کو فرقہ وارانہ جماعت قرار دینا بھی صحیح نہیں ہے۔

بہرحال جب یہ خبر آئی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے امیر اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن مولانا حکیم عبدالرحمان آزاد نے وفاقی وزیر داخلہ کے نام خط لکھا۔ وزیر داخلہ کے نام اس لئے کہ مذکورہ خبر وزارت داخلہ کی طرف منسوب کی گئی تھی۔ حکیم صاحب نے جو خط لکھا وہ یہ ہے۔

وفاقی وزیر داخلہ کے نام حکیم عبدالرحمان آزاد کا خط

بسم اللہ الرحمان الرحیم ○

جناب وفاقی وزیر داخلہ چودھری شجاعت حسین صاحب

السلام علیکم! خیریت مطلوب' جناب کا ایک بیان فرقہ وارانہ تنظیموں کے خلاف کارروائی کرنے کا اخبارات میں پڑھا۔ بلاشبہ فرقہ واریت کو ختم کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے لیکن جن تنظیموں کی فہرست دی گئی ہے اس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا بھی نام ہے۔ یہ نام یا غلطی سے دیا گیا یا دفتری لوگوں کی عمداً" کارروائی ہے۔ جس سے آپ کی شہرت بری طرح متاثر ہوئی ہے پھر ایسے وقت میں یہ بیان جب شناختی کارڈوں میں غیر مسلم اقلیت کے خانے کا حکومت قانونی فیصلہ کر کے اقلیت کا تحفظ اور قانونی سقم کو دور کر چکی ہے اور اپوزیشن موجودہ حکومت کے اس کریڈٹ کو ناکام بنانے اور قوم کی طرف سے مبارکوں کو نفرت میں بدلنے کے لئے عیسائیوں کو اکسا رہی ہے اور خود بیان بازی کا طریق اختیار کر چکی ہے۔ دوسری طرف مرزائیوں نے لکھوکھا روپیہ خرچ کر کے عیسائیوں سے احتجاجی تحریکیں شروع کرا دیں۔ اس سلسلہ میں یہودیں اور امریکہ کی انہیں آشیرباد حاصل ہے کہ وہ احتجاج کرتے اور جل مرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ آپ کا دفتر بھی اس بیان سے معلوم ہوتا ہے مرزائیوں کے اس منصوبہ میں ملوث ہے۔ پہلے دفتر کے بارے میں شبہات تھے لیکن اس بیان سے اس یقین کو تقویت ملتی ہے۔ پاکستان میں روز اول سے پاسپورٹوں پر مذہب کا

خانہ موجود ہے۔ اسکول میں داخلہ فارم اور شناختی کارڈوں کے فارموں میں مذہب کی وضاحت لازمی ہے اور اپنا مذہب ظاہر کرنے پر ہر مخلص فخر محسوس کرتا ہے سوائے مرزائیوں کے کہ ان کے وہ منصوبے ناکام ہوجاتے ہیں جو پاکستان اور عالم اسلام کے خلاف سامراجیوں نے ان سے وابستہ کر رکھے ہیں۔ پاکستان کی ۴۵ سالہ اور عالم اسلام کی ۱۹۱۴ء سے ان کی تاریخ کھلی کتاب ہے۔ جس کی تائید پاکستان سینٹرل اسمبلی ۱۹۷۴ء اور تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ ۱۹۵۴ء' حمود الرحمان کمیشن کی رپورٹ ۱۹۷۴ء کرچکی ہے۔ آپ کے والد چودھری ظہور الٰہی شہید ۱۹۷۴ء میں میری صدارت میں تحفظ ختم نبوت کی کانفرنسوں میں خطاب کرتے رہے ہیں آپ کے دفتر کی یہ کارروائی ناقابل فہم ہے۔ حال ہی میں ڈاکٹر عبدالسلام مرزائی اور ڈاکٹر لبنی اعجاز مرزائی کی ملی بھگت سے پاکستان کو ۸۴ کروڑ ڈالر کا نقصان پہنچایا اور شمسی توانائی کا نظام بھی تباہ کردیا گیا اور یہ کارروائی وزیر مملکت سردار آصف احمد علی کی صدارت میں پیش کی گئی اور بیان کرنے والے عالمی شہرت کے سائنس دان ڈاکٹر جناب عتیق مفتی کے دلی دکھ کا آنکھوں کے آنسوؤں نے اظہار کردیا کہ وہ سنبھل نہ سکے۔ تفصیل کے لئے مطبوعہ سرورق حاضر خدمت ہیں۔ ان ملک دشمن لوگوں کی حمایت میں اپوزیشن بیان دے رہی ہے ان کی حمایت میں عیسائی جل مرنا چاہتے ہیں اور ان ہی کی حمایت میں جناب کا دفتر سرگرم عمل ہے جو ختم نبوت تنظیم کا نام فرقہ وارانہ تنظیموں میں دے کر مرزائیوں کی حوصلہ افزائی کررہا ہے۔ معذرت سے عرض گزار ہوں کہ مجھے ارکان دفتر سے یہ توقع ہے کہ میرا خط آپ تک نہ پہنچے گا۔ لہٰذا میں اس کی کاپیاں وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف' صدر مملکت جناب غلام اسحاق خان' وزیر خارجہ پاکستان' وزیر مذہبی امور اور دیگر وزراء اور کارپردازان حکومت کو ارسال کررہا ہوں۔ والسلام۔

بندہ جمیعت اہل حدیث پاکستان کا ناظم سیاسیات اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عاملہ کا رکن ہے۔

جواب کے لئے۔

حکیم عبدالرحمان آزاد

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ گوجرانوالہ۔

اس خط کا محترم وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے مندرجہ ذیل جواب حکیم صاحب کو بھیجا۔

وفاقی وزیر داخلہ کا جواب

مکرمی آزاد صاحب۔

السلام علیکم۔ آپ کا مکتوب ملا جس میں آپ نے فرقہ وارانہ تنظیموں کے خلاف کارروائی کے ضمن میں میرے اخباری بیان کا حوالہ دیا ہے اور ان تنظیموں میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا نام شامل ہونے پر اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔

ملک میں امن وسکون کے لئے فرقہ واریت کا خاتمہ انتہائی ضروری ہے اور حکومت اس معاملے پر غور کررہی ہے مگر ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا۔ جہاں تک تنظیموں کے ناموں کا سوال ہے۔ یہ محض اخباری قیاس آرائیاں ہیں۔ میری وزارت نے ایسی کوئی فہرست نہیں بنائی۔ آپ بلاوجہ تشویش میں مبتلا نہ ہوں۔ اپنے شہید والد چودھری ظہور الٰہی کی طرح میں بھی ختم نبوت پر پختہ ایمان رکھتا ہوں۔

والسلام۔

(چوھدری شجاعت حسین)

ایسا ہی خط وفاقی وزیر داخلہ کی طرف سے ہمارے نام بھی آیا ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ مذکورہ خبر محض افواہ تھی۔ تاہم وزیر اعظم کی طرف سے فرقہ واریت کے خلاف بیانات آتے رہتے ہیں۔ ان ہی بیانات کی بنیاد پر قادیانی یا قادیانی نواز صحافیوں نے یہ ٹیبل خبر تیار کرکے اخبار میں شائع کی اور اس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا نام شامل کرکے حکومت کو یہ لائن دی تاکہ حکومت مجلس کو بھی فرقہ وارانہ تنظیموں میں شامل کرلے۔ بہرحال چودھری شجاعت حسین کے خط سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حکومت کی نظر میں ایسا کوئی پروگرام نہیں ہے۔

چودھری صاحب 'بڑے باپ کے بڑے بیٹے ہیں۔ ان کے والد چودھری ظہور الٰہی شہید ہردلعزیز' غریب پرور' انسان دوست' علماء کرام اور دینی حلقوں و تنظیموں کے قدردان ہونے کے علاوہ ختم نبوت پر پختہ ایمان رکھتے تھے۔ اگر وہ زندہ ہوتے اور اقتدار بھی ان کے ہاتھ میں ہوتا تو ان سے ختم نبوت کے لئے بہت کچھ کر گزرتے۔ اب چودھری صاحب شہید کے بیٹے چودھری شجاعت حسین صاحب ان کے جانشین ہیں۔ انہیں چاہئے کہ چودھری صاحب کی شہادت سے جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ اس کو پر کرنے اور اپنے آپ کو ان کا صحیح جانشین ثابت کرنے کی کوشش کریں۔

ایمان سب سے بڑی دولت ہے

مجلس بروز جمعہ ۷ ارجمادی الثانی ۱۴۰۳ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۸۳ء

از: حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحی صدیقی عارفی رح

حاضرین کرام!..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ پہلے کہی ہوئی بات دہرا رہا ہوں کہ جب یہاں آکر بیٹھا کریں تو اپنے قلب کو پاک صاف کرلیا کریں' چند بار استغفار کرلیا کریں' پھر اس کے بعد درود شریف پڑھ لیا کریں اور دعا کرلیا کریں کہ یا اللہ! کہنے والا جو بات کہتا ہے اور سننے والے جو بات سنتے ہیں سب محتاج ہیں اور آپ سے ہدایت کے طالب ہیں۔

پچھلی نشست میں میں نے یہ عرض کیا تھا کہ مسلمان کی زبان پر یہ دو جملے بڑے ثقیل ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم بڑے گنہگار ہیں اور دوسرے یہ کہ ہم دنیا دار ہیں۔ یہ جملے صاحب ایمان کے لئے بہت ہی نامناسب ہیں' تم صاحب ایمان ہو' تمہارا اللہ تبارک وتعالیٰ سے براہ راست تعلق ہے' تم وحدہ لاشریک لہ پر ایمان لائے ہو' تم اس ذات صمدیت پر ایمان لائے ہو جس نے تمہارے لئے تمام ضابطہ حیات ومَمات مرتب فرمادیا ہے' اپنے فضل وکرم سے ایک بات تمہیں بتادی ہے جو تمہارے دنیا میں بھی کام کی ہے اور آخرت میں بھی۔ تمہارے پاس بہت بڑا سرمایہ ہے' عالم امکان میں تم سے بڑا سرمایہ دار کوئی نہیں۔ دیکھئے سرمائے مختلف قسم کے ہیں۔ صاحب منصب ہیں' وزارت ہے' صدارت ہے.... یہ سرمایہ ہے مال ودولت' روپیہ پیسہ کا۔ جو صاحب علم ہیں ان کے پاس علم کا سرمایہ ہے۔ الغرض سرمائے مختلف قسم کے ہیں۔ لیکن سب سے گراں قدر سرمایہ جس سے بڑا سرمایہ عالم امکان میں نہیں وہ صاحب ایمان کے پاس ایمان کا سرمایہ ہے' اس کے آگے سارے سرمائے ہیچ ہیں' حقیر اور ناقص ہیں۔ آنکھ بند ہوتے ہی سارے سرمائے یہیں رکھے رہ جاتے ہیں۔ بس یہی ایمان کا سرمایہ ایسا ہے جو دنیا میں بھی کام آتا ہے اور آخرت میں بھی۔ بھائی قدر کرو اپنے ایمان کی اور حفاظت کرو اس سرمایہ ایمان کی۔ یہ کہنا کہ ہم بڑے گنہگار ہیں' ہم بڑے دنیادار ہیں' یہ الفاظ بڑے ہی ناقدری کے ہیں بلکہ گستاخانہ ہیں۔ ایمانہ کہو دیکھو تم صاحب ایمان ہو اور جس پر ایمان لائے ہو اس نے اپنی شان کریمی سے اور شان رحیمی سے اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہر مومن کا ہر گناہ معاف فرمادینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ صاحب ایمان کے لئے ہمہ وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ جس غفور الرحیم اور خداوند کریم پر تم ایمان لائے ہو اور جس سے تمہارا براہ راست تعلق ہے ذرا اس کے ارشاد کریمانہ اور رحیمانہ پر غور تو کرو وہ اپنے بندوں سے کن الفاظ میں خطاب فرماتے ہیں...

یعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ' ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا' انہ ھو الغفور الرحیم ○

ترجمہ: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو بالیقین اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے

تو اس اعلان مغفرت ورحمت کے ہوتے ہوئے تم کیسے ناامید ہوسکتے ہو۔ اب رہا یہ کہ نفسانی اور شیطانی وساوس کا آنا' لغزشیں ہوجانا اور گناہوں کا صدور ہوجانا یہ بھی ہماری بشریت ہے' لیکن صاحب ایمان ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی حفاظت کا سامان عطا فرمادیا کہ چاہے تم سے کچھ بھی ہوجائے لغزش ہوجائے گناہ ہوجائے۔ آنکھ بہک جائے' دل بہک جائے زبان بہک جائے' عمل خراب ہوجائیں۔ تم صاحب ایمان ہو ایک نہ ایک دن ضرور احساس ہوگا اور پچھتاؤ گے کہ یہ بات ناحق کی' یہ برا کیا' یہ گناہ ہوگیا' یہ غلطی ہوگئی۔ جس دن یہ ندامت قلب پیدا ہوئی اور آنکھوں سے ندامت کے چند آنسو ٹپک پڑے تو سمجھ لو کہ وہ غلطی معاف ہوگئی۔ وہ گناہ مٹ گیا۔ ندامت کے آنسوؤں نے اعمال نامہ سے بداعمالی کی سیاہی کو دھودیا۔ اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر ایسا احسان عظیم ہے کہ ایمان کی سلامتی کے لئے اور اس کے تحفظ کے لئے استغفار کا تحفہ عطا فرما رکھا ہے۔ ارے جو کچھ بھی ہوچکا اس پر استغفار کرلو' توبہ کرلو۔ یہ ہر ایک سے کیوں کہتے پھرتے ہو کہ ہم گنہگار ہیں۔ جب تدبیر موجود ہے' تدارک موجود ہے تو پھر کیوں اپنی گنہگاری کا اعلان کرتے ہو۔ اس اعلان سے کیا فائدہ۔ ارے جس کا گناہ کیا ہے اسی سے ندامت اور شرمندگی کی ساتھ کہو کہ یا اللہ ہم سے فلاں گناہ ہوگیا معاف فرمادیجئے۔ معافی ہوجائے گی۔ دوسروں سے ناپاکی کا اظہار کرنا کوئی اچھی بات ہے؟ یہ بھی کوئی فیشن ہے یا تواضع ہے کہ ہر ایک سے کہا جائے کہ ہم بڑے گنہگار ہیں۔ اچھا اگر تم گنہگار ہو تو کس کام کے ہو؟ گندہ آدمی کسی کام کا نہیں ہوتا۔ اس کی کوئی وقعت اور عزت نہیں۔ تم نے یہ کیا محاورہ اختیار کر رکھا ہے کہ بڑے گنہگار ہیں۔ بھائی اگر گنہگار ہو۔ کیوں توبہ استغفار نہیں کرلیتے' کون سی چیز مانع ہے؟ میں نے تو آسان سے ترکیب بتلادی ہے کہ رات کو سوتے وقت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استحضار کرکے اس پر شکر ادا کرلیا کرو اور اپنی دن بھر کی تقصیرات کا جائزہ لو۔ جہاں جہاں دل بھٹکا۔ زبان بہکی ان پر استغفار کرلو' پاک صاف ہوجاؤ گے۔ پھر کلمہ شہادت سے ایمان کی تجدید کرلو اور پڑھو:

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ۔

استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔

بس پاک ہوگئے جب اتنا سہل نسخہ پاکی کا موجود ہے تو اپنے اس اعلان سے کہ ہم بڑے گنہگار ہیں کیا فائدہ؟ یہ بڑی ناشکری کی بات ہے۔ اگر اسی پر پکڑ لئے گئے کہ کہتے پھرتے ہو ہم بڑے گنہ گار ہیں اور توبہ استغفار نہیں کرتے تو یقیناً سزا ملے گی۔ سزا سے چھوٹ نہیں سکتے تو عافیت اسی میں ہے کہ گناہ ہوجائے توبہ کرو پھر گناہ ہوجائے پھر توبہ کرو' پھر گناہ ہوجائے پھر توبہ کرو۔ عمر بھر یہی کرتے رہو۔ ارے توبہ استغفار میں بڑی قوت ہے۔ اس کی عادت ڈال کر تو دیکھو گناہوں سے خود بخود نفرت ہوجائے گی۔ اگر اپنے ایمان کو سلامت رکھنا چاہتے ہو اور اپنے ایمان کو تحفظ چاہتے ہو تو

کثرت سے استغفار کیا کرو اور اپنے ایمان پر شکر ادا کیا کرو کہ یا اللہ آپ نے اپنی کروڑوں مخلوق میں سے ہم کو ممتاز فرمایا کہ نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بنا کر ہمیں بڑی پشت پناہی عطا فرمادی ہے۔ یا اللہ ہم بڑے خوش نصیب ہیں۔

اللھم لک الحمد ولک الشکر

یا اللہ ماحول اور معاشرہ ایسا ہے کہ نفس بہک جاتا ہے۔ شیطان بہکا رہا ہے۔ کیا کریں اس پر کہو

ربنا لا تواخذ نا ان نسینا او اخطانا (البقرآیت ۲۸۶)

اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام عطا فرمادیا ہے اس میں تمہارے لئے پناہ ہے۔ اس کا ورد کرو۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ انشاء اللہ اس کا مورد بھی بنادیں گے۔ خطا اور نسیان ہوجائے تو کہو:

ربنا ... ولا تحملنا مالا طاقت لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین

ایک دفعہ مومن یہ کہہ لے انشاء اللہ پاک صاف ہوجائے گا۔

بھائی! ناپاکی تو ہماری فطرت کے اندر ہے۔ دیکھئے ہم جسمانی طور پر پچاس دفعہ ناپاک ہوتے ہیں۔ پھر پاک ہوجاتے ہیں۔ کپڑے پاک کرلیتے ہیں' غسل کرلیتے ہیں' وضو کرلیتے ہیں۔ پاک ہوجاتے ہیں اسی طرح باطن کی پاکی ہے' جب لغزش ہوجائے تو عمداً" سہواً" بارگاہ الٰہی میں گردن جھکادو۔ ندامت قلب کے ساتھ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ کہہ لو' پاک ہوگئے۔ کاہے کے لئے کہتے ہو کہ ہم گنہ گار ہیں۔ خبردار یہ کوئی اچھا محاورہ نہیں۔ اگر خدانخواستہ اسی اقرار پر موت آگئی تو واقعی تمہیں سزا ملے گی کہ تم گنہ گار رہ گئے ہو اور توبہ استغفار بھی نہیں کی۔

اس میں شک نہیں کہ ہم لوگ آجکل ایسے ماحول اور معاشرہ میں ہیں کہ گناہوں کا صدور عام ہورہا ہے' ہم گناہوں سے مانوس ہوتے جارہے ہیں۔ گناہوں سے مانوس ہوتے جانا بھی ایک لعنت ہے جذبہ ایمانی کو بیدار رکھنے کے لئے اور قوت ایمانیہ کو بیدار رکھنے کے لئے ضرورت اسی بات کی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استحضار کرکے کثرت سے شکر ادا کریں اور کثرت سے استغفار کریں اور کثرت سے درود شریف پڑھیں اس کا ورد بنالو۔ رفتہ رفتہ گناہ کے تقاضے ختم ہوجائیں گے۔

کلام پاک میں اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں صیغے استغفار کے تعلیم و تلقین فرمائے ہیں کہ تم ناامید مت ہو۔ تم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہو' ہمارے بندے ہو' ہم پر ایمان لائے ہو ایمان والوں کو کتنی محبت اور پیار سے مخاطب فرماکر ارشاد فرماتے ہیں۔

یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ○ انہ ھو الغفور الرحیم ○

ارے اس کا تو حق ادا کرو جس کی ترکیب میں نے آپ کو بتلادی۔

توبہ استغفار کرو پاک صاف ہوجاؤ گے۔ مگر افسوس یہ ہے اور یہ ہماری شامت اعمال ہے کہ ہم گناہوں کو دیکھتے بھی نہیں' گناہوں سے مانوس بھی ہوتے جاتے ہیں۔ گناہ کرتے بھی جاتے ہیں لیکن توبہ استغفار نہیں کرتے ندامت نہیں ہوتی' شرمندگی نہیں ہوتی اوپر سے کہتے ہیں کہ ہم کہاں کے ایسے متقی ہیں۔ استغفر اللہ ارے تقویٰ تو جان ہے ایمان کی۔ جب تم کہتے ہو کہ ہم کہاں کے ایسے متقی ہیں تو معلوم ہوا کہ تم اپنا ایمان خود ضعیف کر رہے ہو۔ اپنے ایمان کی قوتوں کو خود کمزور بنا رہے ہو۔ ایمان کو قوی بنانے کی بجائے اس کو کمزور اور بے جان بناتے جارہے ہو' گناہوں سے مایوسی میں بڑھتے جاتے ہیں۔ کبھی دل میں ملامت پیدا نہیں ہوتی' کبھی اپنی بدحالی کا خیال بھی نہیں آتا اور کہتے ہو ہم کہاں کے ایسے متقی ہیں' اچھا متقی نہ سہی' تو غیر متقی کا انجام جانتے ہو کیا ہے؟ جہنم ہے دنیا میں بھی آخرت میں بھی' راضی ہو اس میں جانے کے لئے؟ اگر تم متقی بننا نہیں چاہتے اور گناہوں ہی سے مانوس رہنا چاہتے ہو اور یہی کہتے رہے کہ ہمارے بس کی بات نہیں کہ ہم بچ سکیں تو گویا تم اس پر راضی ہو کہ اس کی سزا تم کو دنیا میں بھی دی جائے اور آخرت میں بھی دی جائے۔ اگر اسی پر راضی ہوگئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان ہی نہ رہے گا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

بھائی سمجھ لو کہ آجکل ایمان کی حفاظت بہت ضروری ہے' اللہ تعالیٰ کا قانون ہے عمل .... جیسا کرو گے اس کا رد عمل ویسا ہی ہوگا۔ یقین جانو یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے اور یہ کبھی نہیں بدلے گا مگر اس قانون کے اندر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں وابستہ ہیں ان لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کی قہاری وجباری سے ڈر کر اپنی بد اعمالیوں سے توبہ استغفار کرلیا جس پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ معاف ہوجائے گا۔ لیکن عمل اور رد عمل کے قانون ہی کا یہ مظاہرہ ہے کہ جو آجکل گھر گھر میں ہماری پریشانیاں' گھر گھر بیماریاں' دشواریاں' تشویش' مشکلات کا سامنا ہے' کون سا گھر ہے جو اس سے خالی ہے۔ دفاتر میں جاکر دیکھئے ایک ہنگامہ برپا ہے کوئی محکمہ لے لیجئے۔ ادارے ہوں تعلیم گاہیں ہوں۔ مدارس ہوں جو کچھ بھی ہوں۔ ہر جگہ لاقانونیت' خدا کے احکام کی خلاف ورزی تصاویر کی کثرت' گانے بجانے کی کثرت ہوتی چلی جارہی ہے' ریڈیو چل رہا ہے' ٹیلی ویژن چل رہا ہے۔ ناچ گانے ہورہے ہیں اور نہ جانے کیا کیا خرافات ہورہی ہیں۔ اخبارات اس کے شاہد ہیں۔ کیسے کیسے گناہ رائج الوقت ہوتے جارہے ہیں پھر تقریبات میں بھی رسومات ہورہی ہیں۔ بدعات ہورہی ہیں' چاہے خوشی کی تقریبات ہوں یا غمی کی۔ بدعات اور غیر شرعی رسومات کا دن بدن زور بڑھ رہا ہے' لباس اور پوشاک کو دیکھئے تو برہنہ و عریاں لباسوں میں بازاروں میں عورتیں نکل رہی ہیں۔ عورت کا برہنہ سر ہونا اور عریانی کے ساتھ بے شرمی اور بے غیرتی سے باہر نکلنا سخت ترین گناہ ہے' خدا کی لعنت ہے ایسی عورتوں پر اب یہ سب ہورہا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ گھر گھر پریشانی ہے' بدمزگی ہے' رشتے نہیں آتے' زن و شوہر میں نہیں بنتی' لڑکے نافرمان ہورہے ہیں' تجارتوں میں گھاٹے ہورہے ہیں۔ فلاں نقصان ہوگیا' فلاں جگہ آگ لگ گئی' فلاں جگہ یہ حادثہ یہ سانحہ ہوگیا۔ یہ سب واقعات ہورہے ہیں۔ روز سنتے ہیں' روز دیکھتے ہیں یہ سب کیا ہورہا ہے۔ وہی عمل اور رد عمل کے قانون الٰہی کا مظاہرہ ہے جیسا عمل ہورہا ہے ویسا ہی اس کا رد عمل ہورہا ہے۔

ہم نے کفار اور مشرکین اور ضالین اور مغضوبین کے اعمال کو اختیار کرلیا ہے اور جس طرح وہ مطمئن ہیں اپنی حالت پر کہ بڑے بڑے خبیث اور ناپاک گناہ کرتے ہیں اور ان گناہوں سے مانوس ہیں' ان کو کوئی ندامت نہیں' ہماری بدقسمتی اور محرومی کہ ہم بھی اب انہیں کی نقل کرنے لگے ہیں جن کے قلوب جانوروں سے بدتر' گندے اور ناپاک ہیں ان کی پیروی کرکے ہم مطمئن ہیں کہ دنیا والوں کی نقل کررہے ہیں۔ مہذب دنیا یہی کررہی ہے' ہم بھی یہی کررہے ہیں تو بھائی کرو۔ کفار مشرکین کے لئے تو جہنم مقدر ہوچکی ہے' وہ اپنی زندگی پر مطمئن ہیں مگر ان کے لئے کوئی تدارک نہیں۔ کوئی ان کی لئے راہ نجات نہیں۔ اپنی غفلت زدہ زندگی میں مدہوش ہیں لیکن صاحب ایمان کے لئے تو یہ معاملہ نہیں جو صاحب ایمان ہے اس کے دل میں گناہ کے بعد ضرور خلش پیدا ہوتی ہے۔ اگر اس نے اس خلش سے کام لیا اور ندامت قلب کے ساتھ توبہ واستغفار کیا تو انشاء اللہ اس کی نجات ہوجائے گی۔ کفار ومشرکین اس سے محروم کردیئے گئے ہیں۔ ان کو اپنے احوال پر نہ ندامت ہے نہ شرمندگی۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا انداز زندگی ہی یہ ہے۔ ہم کو یہی زندگی بسر کرنا ہے۔ لیکن مسلمان کا تو یہ معاملہ نہیں اگرچہ اس وقت ہماری یہ حالت ہے کہ کون سا وہ گناہ ہے جس کو چھوڑ رکھا ہو۔ اور کونسی وہ حرکت ہے جس کی بدولت گذشتہ قومیں عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئیں کہ جو ہم نے چھوڑ رکھی ہے ذرا ہم اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کس انداز پر ہم اپنی زندگی بسر کررہے ہیں۔ کبائر میں مبتلا ہوکر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں ہورہی ہیں جو حیا اور غیرت کے خلاف ہیں۔ اسلامی وقار کے خلاف ہیں۔ شرافت نفس کے خلاف ہیں جس کے نتیجہ میں دنیا ہمارے لئے جہنم بن گئی ہے' کہیں عافیت کا نام نہیں۔ یہ پریشانیاں' یہ بدحوالیاں یہ بیماریاں' یہ سانحات وحادثات ہیں کہ الامان والحفیظ' مگر مسلمان کے لئے پھر بھی ایک سہارا ہے اور ایک راستہ کھلا ہوا ہے اور وہ ہے رجوع الی اللہ۔ جس خدا کو تم نے ناراض کر رکھا ہے اور جس کو ناراض کرنے کی وجہ سے تم نے اپنے اوپر یہ

وبال ڈال رکھا ہے جب تک اس کو راضی نہ کرو گے اور ان گناہوں کو نہ چھوڑو گے توبہ استغفار نہ کرو گے' یہ وبال تم سے ہرگز نہ ٹلے گا۔ اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور ان کا غضب ٹھنڈا ہوتا ہے ان سے رجوع کرنے سے ندامت اور توبہ استغفار کرنے سے مسلمان کے لئے راستہ کھلا ہوا ہے۔ مگر یہ انتہائی غفلت ہے کہ گناہوں کو نہیں چھوڑتے ہیں۔ گانا بجانا' ریڈیو' ٹیلی ویژن' راگ رانگی' تصاویر' بے حجابی' بے غیرتی رائج الوقت ہو گئی ہے۔ ان کا وبال تو ہم پر ضرور ہونا ہے یقیناً" ہو گا اور ہمیشہ ہو گا۔ یہ خدا کا قانون ہے۔ اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ خوب سمجھ لیجئے جب تک نافرمانی کرتے رہو گے' فسق و فجور میں پڑے رہو گے اور توبہ استغفار نہیں کرو گے اس کا رد عمل ضرور ہو گا جس کو بھگتنا پڑے گا۔ جتنے وظیفے پڑھو' چاہے جتنی دعائیں بزرگوں سے کراؤ۔ چاہے جتنے عملیات کرو۔ یہ وبال دور نہیں ہو گا۔ جب تک کہ تم ان گناہوں کو ترک نہ کرو گے اور قلب میں ندامت پیدا نہ کرو گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی تلافی نہیں ہو گی' خیریت اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ توبہ کرو۔ استغفار کرو۔ گناہوں کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اللہ میاں نے خود فرمایا ہے کہ ہم سے مدد مانگو ہم تمہاری مدد کریں گے۔ کاہے کے لئے مشرکانہ حرکتیں کرتے ہو۔

خبردار عورتیں ہوں یا مرد

خوب سن لیجئے یہ ایک درجہ میں شرک ہے کہ خدا کے سوا کسی دوسرے سے رجوع کرنا۔

ایاک نعبد وایاک نستعین سے بڑا وظیفہ عالم امکان میں اور کوئی نہیں۔ اگر چاہتے ہو کہ دنیا میں عافیت ملے۔ چین و سکون نصیب ہو تو ندامت قلب کے ساتھ توبہ کرو۔ استغفار کرو سب معاف ہو جائے گا۔

میں تو یہاں تک عرض کرتا ہوں۔ بہت سے ضعیف العقیدہ لوگ ایسے ہیں کہ ہم میں اور آپ ہی میں ہیں کہ فسق و فجور میں مبتلا ہیں اور اس عادت کو نہیں چھوڑتے۔ اپنی وضع قطع لباس پوشاک کھانا' پینا رہنا سہنا سب فاسقانہ فاجرانہ ہے اور ساتھ میں نماز بھی پڑھ لیتے ہیں' بزرگوں سے دعائیں بھی لیں گے' وظیفہ بھی پوچھ لیں گے' لیکن اپنے فسق و فجور کو نہیں چھوڑیں گے۔ عمر بھر کرتے رہو عمر بھر پریشان رہو گے' خدا کا قانون نہیں بدلے گا عمل اور رد عمل' بھائی خدا کے لئے خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ یہ جتنی پریشانیاں ہیں' دشواریاں ہیں بیماریاں ہیں۔ یہ سب دور ہو سکتی ہیں رجوع الی اللہ سے۔ اللہ سے رجوع کرو۔ توبہ کرو۔ استغفار کرو۔ بیٹھ جاؤ اللہ تعالیٰ کے سامنے تنہائی میں اور کہو یا اللہ! میں ایسے ماحول میں ہوں کہ چاروں طرف فسق و فجور ہے نافرمانیاں ہیں۔ مردوں میں غیرت نہیں عورتوں میں شرم نہیں۔ بے حیائی بے شرمی رائج الوقت ہو رہی ہے۔ ہر جگہ کفار و مشرکین کے رسم و رواج جاری ہیں۔ شیاطین اور ابلیس کام کر رہے ہیں۔ یا اللہ! میں اسی ماحول میں ہوں میری مدد فرمایئے

• ایاک نعبد وایاک نستعین۔ یا اللہ مجھے اپنے مواخذہ سے بچالیجئے دنیا اور آخرت میں۔ توبہ کرتا ہوں۔ اقرار کرتا ہوں۔ میں مجرم ہوں' فاسق ہوں' فاجر ہوں لیکن یا اللہ! آپ کے محبوب نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوں۔ میں یہ نسبت اور سہارا رکھتا ہوں' آپ کی مغفرت کا طالب ہوں۔ میرے فسق و فجور کو چھڑا دیجئے۔ میری نادانی ہے میری کمزوری ہے۔ میں ایمان کا ضعیف ہوں۔ میں فسق و فجور کا عادی ہو گیا ہوں مگر آپ قادر مطلق ہیں میری حالت بدل دیجئے' اور مجھ سے جتنے دانستہ و نادانستہ گناہ ہوئے ہیں یا اللہ سب معاف فرما دیجئے محض اپنی رحمت سے ایاک نعبد وایاک نستعین اس عمل کو کر کے دیکھئے انشاء اللہ حالت بدلتی جائے گی۔ ایمان میں قوت پیدا ہو گی۔ ایک وقت ایسا آئے گا کہ آپ کی یہ سب فسق و فجور کی عادتیں چھوٹ جائیں گی اور آپ کو ایک پر عافیت زندگی مل جائے گی۔ پر سکون زندگی مل جائی گی۔ اگر اطمینان قلب چاہتے ہو تو اللہ کا ذکر کرو اور سب سے بڑا ذکر استغفار ہے۔ اقرار کرو توحید کا

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله ۔

استغفر الله ربی من کل ذنب واتوب الیه

انشاء اللہ پاک ہو جاؤ گے۔ صاف ہو جاؤ گے۔ عمل کرتے رہو بگڑی ہوئی عادتیں رفتہ رفتہ درست ہو جائیں گی لیکن ندامت قلب شرط ہے۔ اللہ میاں کے سامنے گردن جھکا کر بیٹھا تو کرو ذرا اللہ میاں سے پناہ تو مانگا کرو۔ دشواریوں کو' مشکلوں کو ماحول کے فسق و فجور کو سامنے لا کر توبہ و استغفار کرو پناہ مانگو کہ یا اللہ ہم کیسے بچیں اس ماحول سے۔ چاروں طرف ظلمات ہی ظلمات ہے۔ گناہ اعلانیہ ہو رہے ہیں۔ ہم اکیلے کیا کریں لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین (۱) گھبرا کر پڑھو۔ اس کو ۱۲۵ مرتبہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ ایک دفعہ ندامت قلب کے ساتھ رات کو سوتے وقت پڑھ لیا کرو انشاء اللہ پریشانیوں سے نجات مل جائے گی۔ کاہے کے لئے وظیفے ڈھونڈتے پھرتے ہو' کاہے کے لئے عاملوں کے پاس جاتے ہو.............. اپنا عقیدہ خراب کرتے ہو' عورتیں اس میں بہت زیادہ مبتلا ہیں۔ کہتی ہیں کہ گھر میں پریشانی ہے۔ رشتہ نہیں آ رہا ہے' زن و شوہر میں نہیں بن رہی۔ یہ پریشانی ہے' یہ قرضہ ہے ارے یہ تو ضرور ہو گا اور ضرور ہو گا کیونکہ تم نافرمانی کر رہی ہو اور پھر توبہ بھی نہیں کرتیں' توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔ گناہوں کو ترک کر کے توبہ کر کے دیکھو عافیت ملتی ہے کہ نہیں ملتی' راحت ملتی ہے کہ نہیں ملتی' ضرور ملے گی۔ ایمان کے بعد سب سے بڑی قیمتی چیز جو ہے وہ عافیت ہے۔ اب عافیت کہاں ہے' قلوب بے چین ہیں مضطرب ہیں۔ عورتوں کو بے غیرتی و بے حیائی کے ساتھ باہر نکال رہے ہیں۔ شوہر اور والدین بھی اس پر راضی ہیں۔ قرآن و حدیث میں جن لوگوں کو عذاب آخرت سے ڈرایا گیا ہے کہ جہنم میں ایسی عورتیں ہوں گی اور ایسے مرد ہوں گے۔ سود لینے والوں کو یہ عذاب ہو گا۔ چغلی کرنے والوں کو یہ عذاب ہو گا' زنا کرنے والوں کو یہ سزا ملے گی۔ وہ کہاں ہو گی؟ عذاب کا گھر تو جہنم ہی ہے العیاذ باللہ تعالیٰ اور پھر زنا کس چیز کا نام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ زنا ایک فعل فاجر ہی کا نام نہیں ہے' آنکھ کا بھی زنا ہے اگر شہوت سے دیکھا جائے زبان کا بھی زنا ہے اگر ناجائز شہوانی باتیں کی جائیں۔ کانوں کا بھی زنا ہے' پیروں کا بھی زنا ہے' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس تفصیل سے اعلان فرماتے ہیں تو بتاؤ آج کتنے اس سے محفوظ ہیں؟ جب برہنہ سر عریاں لباس میں عورتیں بازاروں میں نکلیں گی تو کون سا ایسا متقی ہے جو بچ سکے گا۔ ذرا گردن جھکا کر دیکھو۔ اس زنا میں کتنے مبتلا ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ غیبت کرو گے مردار بھائی کا گوشت کھاؤ گے تو جہنم تو یہیں پیدا ہو جاتی ہے۔ مسلمان کی بد اعمالی کی سزا یہیں اسی دنیا میں ملنے لگتی ہے۔ اس زمانے میں جو مختلف قسم کی بیماریاں اور پریشانیاں عام ہو رہی ہیں یہ سب ہماری شامت اعمال ہے اور ہمارے گناہوں کی صورت مثالی ہیں۔ بھائی ایک مختصر سی بات کہہ رہا ہوں' خدا کے لیے رائج الوقت چیزوں سے پرہیز کرو' اپنی آنکھوں کو بچاؤ۔ اپنی عورتوں کو بچاؤ۔ اپنی حیا کو قائم کرو۔ اپنی شرم و غیرت کو ختم کرو۔ اپنا خاندانی وقار قائم کرو بے غیرتی اور عریانی' ابلیسی و شیطانی والی بات کوئی اچھی بات ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کی آنکھوں میں حیا نہیں اس کے پاس ایمان نہیں۔ حیا اور ایمان دونوں ایک چیز ہیں' حیا ڈھلی تو ایمان گیا' وہ عورت صحیح معنی میں عورت نہیں جس کی آنکھوں میں حیا نہیں ہے' وہ جانور ہے' انسان نہیں ہے اس کو شرف انسانیت حاصل نہیں ہے۔ وہ اشرف المخلوقات میں داخل نہیں' افسوس کی بات یہ ہے کہ ابتدا میں بچوں کو اور بچیوں کو دینی تعلیم نہیں دی جاتی یہ بہت بڑا ظلم ہے' میں کہتا ہوں کہ ابتداء میں اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو کلام پاک تو پڑھوا دو۔ اللہ کا نور تو ان کے دل میں آ جائے گا اور یہ نور ایسا مستحکم ہوتا ہے کہ زائل نہیں ہوتا' آگے چل کر چاہے وہ فسق و فجور میں مبتلا ہو جائیں لیکن یہ نور غالب آ کر رہے گا۔ اپنے بچوں پر رحم کرو اور انہیں ابتداء میں قرآن شریف ضرور پڑھوایا کرو۔ ارے قرآن مجید کوئی معمولی چیز ہے' کلام اللہ تو اللہ کا نور ہے۔ جب لڑکے یا لڑکی نے بچپن میں قرآن مجید پڑھا تو اس کے رگ و پے میں پیوست ہو جاتا ہے' پھر یہی چیز' اس کی حیا کی غیرت کی' آبرو کی حفاظت کرتی ہے۔ بھائی خدا کے لئے اپنی اولاد پر رحم کرو۔ ابتداء میں قرآن شریف ضرور پڑھا دو پھر آگے جو چاہے پڑھاؤ۔

بس اب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ توفیق عمل نصیب فرمائیں

باقی صفحہ ۲۴ پر

توحید و رسالت پر مبنی

مسلم معاشرے کا اجتماعی تشخص

فکرِ اقبال کی روشنی میں

پروفیسر افتخار حسین ظفر

حضرت علامہ ابتداء سے مذہب کو قوت قائمہ سمجھتے تھے "زوال" اور "سرگذشت آدم" ایک ایسے معاشرتی نظام کا تصور پیش کرتی ہیں۔ جس کی قوت قائمہ مذہب ہے اور جہاں ہر عقیدہ کے لوگ اپنے عقیدہ پر قائم رہتے ہوئے باہم متحد ہو سکتے ہیں۔ علامہ اس اتحاد کو رنگ و خوشبو کے پیمان اور کہکشاں کی تشبیہوں اور استعاروں سے واضح کرتے ہیں۔ مسلم لیگ کے قیام (۱۹۰۶ء) کے بعد وہ مسلمانوں کو اپنے ملی تشخص کی طرف متوجہ کرتے ہوئے نظم "دو ستارے" میں وہ "آئین جہاں کا ہے جدائی" کا واضح اعلان کرتے ہیں اس لئے کہ ایک قرآن میں اتفاقاً جمع ہو جانے والے دو ستاروں کے درمیان دوامی اشتالی کا خواب قوی ستارے کے مقابلے میں کمزور ستارے کے اثرات کے زوال کے بغیر شرمندہ تعبیر ہونا ممکن نہیں "علم نجوم میں ستاروں کے نظرات کا اصول اس کی تائید کرتا ہے۔ (۱)

---

(۱) "اقبال اور متحدہ قومیت" ارشاد شاکر اعوان۔ "صحیفہ" لاہور۔ اکتوبر، دسمبر ۱۹۹۰ء

تاہم حضرت علامہ ہندوستان جیسے کثیر القومی معاشرے میں مغربی تصور قومیت کے مقابلے میں جس متحدہ قومیت کا تصور روز اول سے رکھتے تھے وہ ان کی نظر سے اوجھل نہیں ہوتا۔ وہ "جدید معاشرتی تشکیل" کا تصور اپنی دو مشہور عالم مثنویوں اسرار خودی اور رموز بے خودی کے ذریعے واضح کرتے ہیں۔ یہ مثنویاں فرد اور جماعت، جماعت اور جماعت کے درمیان ایسے تعلق کی نشاندہی کرتی ہیں جہاں فرد و قوم آئینہ یک دیگر ہوں۔ فرد کا ذاتی تشخص قائم رہتے ہوئے جماعت کا اجتماعی تشخص قائم ہو سکے۔ اپنی معانی و مفہوم میں یہ ایک عالم گیر نظام اجتماعی کا تصور ہے جو اسلام کے عطا کردہ تصور ملت پر استوار ہے۔ تصور ملت، عقیدہ توحید باری اور ختم نبوت کے اصول دین سے وفا، معاشرے سے جملہ سلبی (منفی) اقدار کو متاثر ایجابی (مثبت) اقدار کو عام اور دوام دیتی ہے۔ مثلاً سوال، غلامی، بے اختیاری اور جبر جیسے عوامل مٹ جاتے ہیں جو معاشرے کو انتشار سے دوچار کر دیتے ہیں اور حریت، اخوت اور مساوات یا حفظ نی نوع انسان جیسی صفات کو استحکام ملتا ہے۔ ہم اب ان ایجابی صفات معاشرت کا فرداً فرداً جائزہ لیتے ہیں۔

ا۔ حریت:۔ استخلاص و نجات کا تصور ہر قدیم مذہبی معاشرے کی تشکیل میں، ہندو مت اور بدھ مت میں نجات، ترک دنیا کی تصور پر استوار تھا اور عیسائیت میں کفارہ کے عقیدہ نے خالصتاً "دنیا پرستی کو عام کیا لیکن ہر دو معاشروں میں انسان برہمن اور اہل کلیسا کے سامنے بے چارگی کا مجسمہ بنا دیا گیا۔ اس طرح نجات ایک لادوا مجبوری کا روپ دھار گئی ..... اسلام نے مسلم معاشرے میں توحید کے روحانی عقیدہ کو معاشرتی تشکیل سے وحدت آدمیت سے آشنا کیا۔ طبقاتی کشمکش مٹائی اور ہر انسان کو ایک اخلاقی ضابطے کی خود اختیار پابندی کے ذریعے جاہلی تصورات کے تحت سلطنت، تہذیب، رنگ اور استحصالی نظاموں سے نجات دے دی۔ یہ تمام خود ساختہ جاہلی الٰہ زمین بوس کر دیئے گئے اور الٰہ حقیقی کی بندگی میں سب کے سب راعی اور مسئول عن رعیتہ کی ذمہ داری سے نوازے گئے۔ خوف کا قلع قمع کر دیا گیا۔

حضرت علامہ ارکان اسلام کے حوالے سے 'کلمہ توحید' کے اس اثر Impact کو یوں واضح کرتے ہیں۔

تا عصائے لا الٰہ داری بدست
ہر طلسم خوف را خواہی شکست
ہر کہ حق باشد چو جاں اندر تنش
خم نگردد پیش باطل گردنش (۱)

اور سورہ اخلاص کی تفسیر کے تحت عنوان حضرت صدیقؓ کی زبانی اس کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے۔

گفت تا کے در ہوس گردی اسیر
آب و تاب از سورہ اخلاص گیر
یک شو و توحید را مشہود کن
قد بخش را از عمل موجود کن
لذت ایماں فزاید در عمل
مردہ آں ایماں کہ ناید در عمل (۲)

---

(۱) کلیات اقبال (فارسی) ص ۴۲۔ ۴۳۔ "محمد اقبال" شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۷۵ء

(۲) ایضاً ..... ص ۱۵۶۔ ۱۵۷ ..... ایضاً

زبان کی تفریق مٹاتے ہوئے یک جان ہو جائیں۔ نحن ابناء اللہ واحباءہ کے یہودی دعوے اور نائبین حق اور ورثۃ الانبیاء ہونے کے کلیسائی اختیار سے بر عکس سب ایک ہوں۔ کیوں کہ آدمیت کو استحصال کے شکنجوں میں جکڑنے کی ابتدا انہیں دعووں سے ہوئی۔ اسی تصور نے انسانیت کو بشریت کے مختلف خانوں میں بانٹا۔ قوم نوحؑ کے ہاں یہ تقسیم بڑی سادہ تھی۔ آگے چل کر اہل بیت نے اسے خاصا پیچیدہ بنا دیا۔ ود، سواع، یعوق، یغوث اور نسر کو الٰہ تسلیم کرانے والے سرداران قوم (اہل ثروت) نے بالآخر فراعنہ، نماردہ اور کلیسائی رئیسوں کے الٰہی اختیارات کے سامنے ساری مخلوق خدا کو دست بستہ غلامی کا طوق پہنا دیا۔ حضرت ابراہیمؑ کے قافلے میں حضرت موسیٰ کا منصب نبوت اس بے چارگی پر مجبور کئے گئے مستضعفین (بے اختیار عوام الناس) کو صاحب اختیار بنانا ٹھہرا۔ (واورثنا القوم الذین کانو یستضعفون) اس قافلے کے آخری شہسوار محمد عربیؐ نے الا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ کی خاطر کلمہ توحید بلند کیا۔ مدینہ کی ریاست کو عوام کا باہمی معاہدہ قرار دے کر میثاق لکھا۔ اور تاریخ انسانی میں پہلی بار دستوری مملکت کے قیام سے آشنا کیا۔ جہاں حاکم و محکوم کا کوئی تصور نہ رہا، سارے لوگ ایک جیسے شہری قرار پائے۔ حاکم اللہ تھا اور اصول دین کے مطابق فیصلے باہمی مشاورت سے ہونے لگے۔ اس طرح دین و سیاست کی وہ جدائی جاتی رہی جس نے ایک طرف اہل مذہب کی اجارہ داری قائم کر رکھی تھی اور دوسری طرف اہل ثروت کا

راج تھا اور عوام الناس اس چکی کے دو پاٹوں میں پس رہے تھے۔

اس ریاست شورائی کے قیام کے ساتھ ختم نبوت کا اعلان کرکے یہودی ابناء اللہ اور نصرانی ورثۃ الانبیاء ہونے کے دعووں کی جڑ کاٹ دی گئی۔ اور کسی کو کسی پر کسی بھی حوالے سے کوئی تفوق حاصل نہ رہا۔

قوم تو از رنگ وخوں بالا تر است
قیمت یک اسودش صد احمر است
قطرہ آب وضوئے قنبرے
در بہا برتر ز خون قیصرے
فارغ از باب و ام و اعمام باش
ہمچو سلمان" زادہ اسلام باش
ہرکہ پا در بند اقلیم وجد ست
بے خبر از لم یلد لم یولد است (۱)

---

(۱) کلیات اقبال (فارسی) ص ۱۲۲-۱۲۳

توحید کے روحانی عقیدہ نے جہاں لم یلد ولم یولد سے یہودی نظریہ ابناء اللہ کی نفی کی وہاں عقیدہ خاتمیت رسالت نے وارث رسول ہونے کے کلیسائی نظریئے کو بھی محو کردیا۔ ساتھ ہی ساتھ الرسول کو بشر مثلکم بنا کر احکام الٰہی کا اسی طرح پابند بنادیا جس طرح کی دوسرے لوگ اس کی پابندی کے مکلف ہیں اور ان احکام الٰہی کو وحی سے منسوب کرکے بشرا الرسول کے نفسی تقاضوں کو مبرا بتایا گیا وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی اور رسول کو کیا گیا کہ اگر کسی رسول کو حاکم بنادیا جائے تو اسے زیب نہیں دیتا کہ لوگوں کو اپنی ذاتی پسند اور خواہشات کی بندگی پر مجبور کرے (.... کونوا عبادا لی) واضح کردیا گیا کہ جہاں کسی معاملے پر وحی واضح حکم نہ دے رہی ہو' وہاں یہ معاملہ ...... بھی بہ حیثیت امام یا حاکم مجلس شوریٰ کے سامنے رکھنے کا مکلف ہے۔ (لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم) اور امام کو کسی طرح کا حق فائق حاصل نہ رہے گا۔ اس طرح استحصال کی ساری راہیں بند کردی گئیں اور اجتماعی شورائیت کا رواج دے کر بندوں کو بندوں کی حکومت سے آزاد کردیا گیا۔ حضورؐ نے فرمایا" اذا امرتکم برای فانما انا بشر اس طرح نہ کلیسائیت رہی نہ فرعونی نظام رہا۔ ایک ایسے اجتماعی نظام کی بنیاد رکھی گئی جہاں کا نظام اصول دین کے مطابق اور رسول آخرؐ کی سنت کے اتباع میں خود افراد معاشرہ کی باہمی صواب دید سے مرتب ہوتا ہے۔ ایک طرف اللہ کی حاکمیت قائم ہو کر' سیاسی یا جماعتی اقتدار اور شخصی حکمرانی کا خاتمہ ہوجاتا ہے اور اہل معاشرہ کی ذاتی خواہشات اور آرزوؤں کو خود اس کی رضامندی سے راہ صواب پر ڈال کر ضابطہ اخلاق اجتماعی (دستور و آئین) کا پابند بنادیا جاتا ہے۔ جس سے ایسا اجتماعی نظام وجود میں آتا ہے کہ فرد اور جماعت ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کی ادائیگی میں رکاوٹ بننے کی بجائے معاون بنتے ہیں۔

۲۔ اخوت:۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعونی طبقاتی نظام کے خلاف خیمہ اجتماع دے کر مختلف قبائل کو یک جان کردیا تھا مگر ہوس اقتدار نے پھر نقشہ بدلا۔ فبدل الذین ظلموا منھم قولا غیر الذی قیل لھم شمالی ریاست بنی اسرائیل' لاویوں کے ورثۃ الانبیاء کے اس نظریئے پر قائم ہوئی جس کا اظہار انہوں نے مامور من اللہ حکمران' طالوت کے خلاف ان الفاظ میں کیا تھا۔

انی یکون لہ الملک علینا ونحن احق بالملک منہ ولم یوت سعۃ من المال

اس قرآنی ریکارڈ سے لاویوں کی تثلیثی معاشرے کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔

(الف) علماء مذہب (ورثۃ الانبیاء) (ب) روسا الناس (سلاء القوم) (ج) عوام الناس (بے اختیار بندے) آگے چل کر افلاطون نے اسی نظریئے کو دستوری حیثیت دے دی۔ اس کے اشرافی نظام میں جو اس نے ایتھنز کی جمہوریت کے خلاف مرتب کیا۔ معاشرے کو درج بالا طبقات میں تقسیم کیا گیا۔ اس نے جمہوریت کو یہ الزام دیا کہ یہ "سب کے لئے مساوات رکھتی ہے اس طرح اعلیٰ ذہنی صلاحیتیں ضائع ہوجاتی ہیں"۔ چنانچہ اس کے اشرافی معاشرے میں "برادری میں برابری" کا اصول اس جمہوری نقص کا مداوا بن کر آیا۔ جس نے سرمایہ دارانہ جمہوری تصور کی بنیاد رکھی۔ افلاطون کا یہ کارنامہ بہرحال تھا کہ اس نے تیسرے درجے کے شہریوں کے لئے اختیار کی کھڑکی ضرور کھولی بشرطیکہ وہ اقتصادی حالت بدل کر دوسرے درجے کے شہریوں میں داخل ہوجائے۔ یہ بہرنوع ہوا کا لعنذا جھونکا تھا لیکن اس کے اس اشرافی کیمونزم میں تیسرے درجے کے شہریوں کا صرف اقتصادی استحصال ہی نہ تھا ان کی بیویوں اور بیٹیوں کی عصمتیں بھی محفوظ نہ تھیں اس لئے کہ عورتیں مشترک ملکیت قرار پائی تھیں۔ گویا عورتیں قوم کے افراد تھی ہی نہیں بلکہ "ملکیت" کے درجے میں رکھی گئی تھیں۔ قوم کی یہ تعریف کہ القوم جماعۃ الرجال من دون النساء۔ دراصل اسی افلاطونی جمہوریت کا اثر ہے۔

اسلام نے جہاں حریت آدم کا پرچم بلند کیا وہاں "برادری میں برابری" کی افلاطونی تصور پر بھی ابراہیمی کلہاڑا چلاکر " ملت میں برابری" کا اصول' معاشرت کی روح قرار دیا۔ رنگ' نسل' قوم' قبیلہ' علاقہ' زبان کے امتیازات کو بھلاکر سب کو سب کا بھائی بنادیا۔ جس طرح میثاق مدینہ' معاشرتی مساوات (حریت) کا آئینہ بنا۔ اسی طرح مواخات مدینہ نے افراد معاشرہ کو ایک دوسرے کا دکھ سکھ میں شریک بناکر معاشی مساوات (اخوت) کی راہ کھولی۔

ملت ما شان ابراہیمی است
شیوہ ما ایمان ابراہیمی است
گر نسب را جزو ملت کردہ ای
رخنہ در کار اخوت کردہ ای
در زمین ما نگیرد ریشہ ات
ہست نامسلم ہنوز اندیشہ ات (۱)

---

(۱) کلیات اقبال (فارسی) ص ۱۲۳۔

وحدت کو ملت نام دیا تھا۔ اقبال اس ملت کو اجتماعی خودی کہتے ہیں۔ اس لئے ہر مرحلہ پر' ہر شعبہ زندگی میں بلا تمیز رنگ ونسل' عدل واحسان کا رنگ نمایاں دیکھنے کے متمنی ہیں۔ حریت اور اخوت کا استشعار یہی ہے کہ ساری جماعت ایک بدن ہوجائے۔ ناخن میں تکلیف ہو تو سارا بدن بے چین ہوجائے آنکھ سو نہ سکے۔ معاشی نظام بدن کے اندر رکھے گئے گوشت کے لوتھڑے یعنی "دل" کا آئینہ دار ہو۔ ایک ہی پمپ سے بدن کے ایک ایک عضو تک خون پہنچے اور ضرورت پوری ہوجانے کے بعد واپس لوٹ جائے۔ یعنی "العفو" کا رواج ہو۔

ہرچہ حاجت فزوں داری بدہ

اور مقصد یہ کہ کوئی کسی کا محتاج نہ رہے۔ سوال وگدیہ کا اثر مٹ جائے۔ جس سے خودی فنا ہوتی ہی اور جذب باہمی میں رخنہ پڑتا ہے۔

عدل اجتماعی کی یہ شان' دوسروں کی عزت نفس' عزت جان ومال کی محافظ بن جائے۔ اس ضمن میں اقبال حضرت عمرؓ کا اونٹ سے اتر آنے اور سلطان مراد اور معمار کے قصے بیان کرکے اپنا مطلب واضح کرتے ہیں۔ ایک ایسے معاشرے کا تصور جہاں لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون کا دور دورہ ہو۔ یہ دراصل لا اکراہ فی الدین کے اعلان باری تعالیٰ پر استوار معاشرت اجتماعی کا تصور ہے۔ اس لئے کہ اس دینی معاشرت میں کسی طرح کا داخلی وخارجی جبر باقی نہیں رہتا۔

کل مومن اخوۃ اندر دلش
حریت سرمایہ آب وگلش
ناشکیب امتیازات آمدہ
ہمچو سرو آزاد فرزندان او
پختہ از قالوا بلیٰ پیمان او
سجدہ حق گل پیکانش زدہ
ماہ وانجم بوسہ بر پایش زدہ (۱)

---

(۱) کلیات اقبال (فارسی) ص ۱۰۴-۱۰۵

---

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ہمارے اسلاف

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

مولانا نذیر احمد رحیمی

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن ۱۲۶۸ھ (مطابق ۱۸۵۱ء) کو بانس بریلی میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد مولانا ذوالفقار علی ان دنوں بریلی میں انسپکٹر مدارس تھے حضرت شیخ الہند کا سلسلہ نسب حضرت عثمان غنیؓ سے ملتا ہے۔ قرآن مجید اور فارسی کی ابتدائی تعلیم مولانا عبداللطیف سے حاصل کی، عربی کی ابتدائی کتب اپنے چچا مشہور عالم مولانا مہتاب علی سے پڑھیں پندرہ سال کی عمر تھی ابھی آپ قدوری اور شرح تہذیب پڑھ رہے تھے کہ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ میں دیوبند شہر میں ایک مدرسے کی بنیاد ڈالی جو آگے چل کر دیوبند کے نام سے مشہور ہوا آپ اس مدرسہ کے سب سے پہلے طالب علم ہیں۔

۱۲۸۴ھ میں آپ نے کنز، مختصر المعانی کا امتحان دیا ۱۲۸۶ھ میں نصاب دارالعلوم کی تکمیل کے بعد حضرت نانوتوی کی خدمت میں رہ کر علم حدیث کی تکمیل فرمائی، بعدازاں فنون کی بعض اعلیٰ کتابیں والد ماجد سے پڑھیں، ۱۲۹۰ھ ۱۸۷۳ء میں حضرت نانوتوی کے دست مبارک سے دستار فضیلت حاصل کی۔

زمانہ تعلیم ہی میں آپ کا شمار حضرت نانوتوی کے ممتاز تلامذہ میں ہوتا تھا اور حضرت نانوتوی خاص طور سے شفقت فرماتے تھے چنانچہ آپ کی اعلیٰ علمی اور ذہنی صلاحیتوں کے پیش نظر دارالعلوم کی مدرسی کیلئے اکابر کی نظر انتخاب آپ پر پڑی اور ۱۲۹۱ھ ۱۸۷۴ء میں مدرس چہارم کی حیثیت سے آپ کا تقرر عمل میں آیا۔

قدرتی طور پر آپ ذہن رسا رکھتے تھے، حافظہ قوی تھا رفتہ رفتہ آپ کی علمی استعداد ظاہر ہونے لگی اور ۱۲۹۳ھ ہی میں آپ سے بڑی کتب ترمذی شریف بھی پڑھانے لگے۔

آپ کا حلقہ درس نہایت مہذب اور شائستہ ہوتا تھا۔ اسکو دیکھ کر سلف صالحین اور اکابر محدثین کے حلقہ حدیث کا نقشہ نظروں میں پھر جاتا تھا۔ فقہ اور اسکے اصول کا بہت اچھا ملکہ تھا اور اسکے نصوص و قواعد کو بہت زیادہ جاننے والے تھے، آپ کو صحابہ کرامؓ تابعین فقہاء مجتہدین کے اقوال محفوظ اور ائمہ اربعہ کے مذاہب زبانی یاد تھے۔

اسباق کی تقریر نہایت سبک، سہل اور بامحاورہ اردو میں اس روانی اور تسلسل سے فرماتے معلوم ہوتا تھا دریا امنڈ رہا ہے، لہجہ میں تصنع اور بناوٹ نام کو نہ تھی بات دل نشین ہو جاتی تھی اور سننے والا یہی سمجھ کر اٹھتا تھا کہ جو کچھ آپ فرما رہے ہیں وہی حق ہے، آپ کو نقلی اور عقلی علوم میں پوری مہارت تھی تاریخ کا مطالعہ بھی بڑا وسیع تھا شعر و ادب سے بھی لگاؤ تھا، اشعار بہت زیادہ یاد تھے، خود بھی شاعر تھے، آواز صاف تھی کلام میں ایجاز تھا آپ کے درس کا امتیاز، تحقیق اور ایجاد تھا، لب لباب پر اقتصار کرتے تھے محدثین اور ائمہ مجتہدین کا بے حد ادب و احترام تھا۔

آپ جامع شریعت اور طریقت تھے، ظاہری علم و فضل کی طرح باطن بھی آراستہ تھا علم میں بقول حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ آپ علم کا کٹھلہ تھے مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ آپ کو شیخ العالم کہتے تھے، مولانا عاشق الٰہی میرٹھی آپ کو شریعت و طریقت کا بادشاہ کہتے تھے، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ آپ کو علم شریعت اور طریقت کا ناپیدا کنار سمندر کہتے تھے۔

۱۲۹۴ھ میں بزرگان ہند نے حج بیت اللہ کا قصد فرمایا اس قافلے میں حضرت نانوتوی کے علاوہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی حضرت مولانا رفیع الدین مہتمم دارالعلوم جیسے منتخب روزگار اور مشاہیر علماء شامل تھے قافلے کے جملہ حضرات کی تعداد سو کے قریب تھی حج کی سعادت سے مشرف ہونے کے ساتھ ساتھ آپ نے حجاز مقدس کے علماء کرام سے ملاقاتیں کیں مکہ مکرمہ میں شیخ کبیر حضرت حاجی امداد اللہ اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے ملاقات کی مدینہ منورہ میں حضرت مولانا شاہ عبدالغنی دہلوی سے سند حدیث حاصل فرمائی حضرت مولانا محمد یعقوب کے وصال کے بعد ۱۳۰۸ھ ۱۸۹۰ء میں دارالعلوم دیوبند میں صدر المدرسین کے منصب پر فائز ہوئے ۱۳۳۳ھ میں سفر حجاز کے وقت اپنی جگہ حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کو جانشین مقرر کیا اسطرح آپ نے دارالعلوم دیوبند میں ۴۴ برس تک مسلسل درس حدیث دے کر ہزاروں کی تعداد میں اعلیٰ استعداد کے صاحب طرز عالم دین، فاضل علوم اور ماہرین فنون پیدا کیے آپ کا درس حدیث اس دور میں امتیازی شان رکھتا تھا اور مرجع علماء تھا آپ کو علماء عصر نے "محدث عصر" تسلیم کیا ہے۔

آپ نے زمانہ اسیری مالٹا اور مکہ معظمہ، مدینہ منورہ میں بھی درس دیا اسطرح آپ کا زمانہ تدریس چوالیس سال سے زائد ہوتا ہے اس عرصہ میں اطراف و اکناف عالم میں آپ کے تلامذہ پھیل گئے آپ کے ممتاز تلامذہ میں حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا محمد انور شاہ کشمیری مفتی اعظم ہند مولانا کفایت اللہ دہلوی، مولانا عبیداللہ سندھی مولانا حسین احمد مدنی مولانا اصغر حسین دیوبندی، مولانا اعزاز علی دیوبندی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا محمد الیاس دہلوی

تبلیغی جماعت) جیسے مشاہیر علم وفضل شامل ہیں۔

آپ کا تصوف وسلوک میں مقام بہت بلند ہے آپ شروع ہی سے نیک طینت اور نیک فطرت تھے اسکے ساتھ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی صحبت اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی توجہات نے روحانیت کے عرش پر آپ کو بٹھا دیا شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ نے آپ کے کمالات علمیہ وروحانیہ سے خوش ہو کر دستار خلافت اور اجازت بیعت عنایت فرمائی اور پھر دربار نانوتوی اور رشیدی سے بھی آپ کو یہ نعمت عظمیٰ حاصل ہوئی اسطرح سے آپ شریعت وطریقت اور روحانیت کے مجمع البحرین ہی نہیں بلکہ مجمع البحور بن گئے۔

آپ بہترین اخلاق کے مالک تھے دیکھنے والے کو آپ کے اخلاق میں ایک سے ایک خوبی اپنی طرف کھینچتی تھی، تواضع کا یہ عالم تھا کہ فرمایا کرتے تھے۔

"اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں علم سے نہ نوازا ہوتا تو اپنے کو اس قدر مٹاتے کہ محمود نام کا کوئی نہ جانتا"

آپ کی زندگی میں بڑی سادگی تھی گفتار وکردار عادات واطوار اور لباس میں کسی طور پر برتری کا اظہار نہ فرماتے، غرباء اور معمولی آدمیوں میں رہنا پسند فرماتے امراء اور اہل دنیا کے تکلفات سے گھبراتے تھے تواضع اور خاکساری طبیعت میں زیادہ تھی۔

ایک مرتبہ مولانا اشرف علی تھانویؒ کی درخواست پر مدرسہ جامع العلوم کانپور کے جلسہ دستار بندی میں وعظ فرما رہے تھے مولانا فخر الحسن گنگوہی نے دریافت فرمایا کہ بیٹھ کیوں گئے ابھی تو وقت تھا تقریر کا فرمایا کہ ہاں! مجھ کو یہی خیال آیا۔ اسی لئے تو بند کر دیا کہ یہ تو اظہار علم کیلئے ہوگا نہ کہ اللہ کیلئے۔

ایک بہائی کا آیت خاتم النبیین پر اعتراض

مولانا سید سلیمان ندوی کا جواب

جناب سید حسن امام صاحب حسینی منزل گیا،

"برادرم (ڈاکٹر سید) سید حسین امام سے ان کے ایک بی اے بی ایس سی زنار دار جعفر نے سوال کیا کہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین، سے نبوت کی خاتمیت تو ثابت ہو جاتی ہے، لیکن اس سے رسالت کا ختم ہونا کہاں ثابت ہوتا ہے؟ اس کا جواب مطلوب ہے، بعد میں معلوم ہوا کہ ان کے وہ جعفر مذہباً بہائی تھے"۔

معارف:۔ جیسے بی ایس سی زنار دار جعفر نے پوچھا تھا کہ وہ رسالت کے معنی کیا سمجھتے ہیں جو "رسالت" و "نبوت" میں فرق کرتے ہیں، قرآن مجید کے رو سے "رسول" "مرسل" اور ارسال کے الفاظ رسالت ونبوت کے معنی میں خاص نہیں ہیں، بلکہ ان کا استعمال عموماً پیغامبری کے معنی میں آیا ہے اور اسی لحاظ سے ملائکہ کو بھی رسول سے موسوم کیا گیا ہے، اسی طرح ارسال کا لفظ بھی عموماً اور بدون سبب کے بلا تخصیص استعمال کیا گیا ہے اس لئے نفس رسالت کی خاتمیت کے متعلق سوال ہی سرے سے صحیح نہیں، قرآن مجید کے رو سے رسالت کے ان معانی کا اندازہ ذیل کی چند آیات پاک سے ہو سکتا ہے، فرمایا:۔

(۱) بلیٰ ورسلنا لدیھم یکتبون (زخرف ع ۔ ۷) ہاں ہم سنتے ہیں، اور ہمارے فرشتے ان کے پاس ہیں وہ بھی لکھتے ہیں۔

(۲) فلما جاءہ الرسول (یوسف ع ۔ ۷) پھر جب ان کے پاس وہ قاصد پہنچا۔ (۳)

(۳) ان رسلنا یکتبون ما تمکرون (یونس ع ۔ ۳) بالیقین فرشتے تمہاری سب شرارتوں کو لکھ رہے ہیں۔

مرسلہ: مولانا ایوب سورتی انگلینڈ

(۴) قال فما خطبکم ایھا المرسلون (حجر) فرمانے لگے پھر تم کو کیا مہم درپیش ہے اے فرشتو۔

(۵) انہ لقول رسول کریم (تکویر ع ۔ ۱) یہ قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا۔

(۶) انا رسل ربک (ھود ع ۔ ۷) ہم تو آپ کے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں،

(۷) الم تر انا ارسلنا الشیاطین علی الکافرین (مریم ع ۔ ۵) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر چھوڑ رکھا ہے

(۸) جاعل الملائکۃ رسلا (فاطر ع ۔ ۱) جو فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے،

پیغام رساں اور ملائکہ کے معنی میں عمومی استعمال کے علاوہ مرسل کا لفظ بعض جگہ "ممسک" کے بالمقابل استعمال کیا گیا ہے، ارشاد ہے۔

(۹) ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لھا وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ (فاطر ع ۔ ۱)

اللہ تعالیٰ جو رحمت لوگوں کے لئے کھول دے تو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں، اور جس کو بند کر دے تو اس کے بعد اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں،

آیات بالا سے اندازہ ہوگا کہ لفظ رسول ومرسل وغیرہ کی حیثیت عمومی ہے، یہ لفظ خاص نبی کے معنی کے لئے مختص نہیں، بلکہ جیسے تمام معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اسی طرح منصب نبوت کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے، اس کے برخلاف "النبی" کا لفظ خاص اس ذات گرامی کے لئے قرآن مجید میں آیا ہے جس کو منصب نبوت پر سرفراز کیا گیا ہو، قرآن مجید میں اس لفظ کا استعمال بجز نبی کے ذات گرامی کے کسی اور معنی میں نہیں آیا ہے اس لئے دراصل منصب "منصب نبوت" ہے، نہ کہ "منصب رسالت" جس کے ذاتی اوصاف کی تعیین وتوصیف وتحدید آئی ہو۔

اس لئے جب رسالت کا لفظ "منصب نبوت" کے معنی میں بولا جائے گا، تو قدرتی طور پر نبوت کے منصب کی خاتمیت کے ساتھ اس معنی کی رسالت کی خاتمیت کے بھی سمجھے جائیں گے، اسی وجہ سے قرآن مجید میں کسی موقع پر نبی کی تعیین وتخصیص رسول سے نہیں کی گئی، بلکہ ہر جگہ رسول کی تعیین وتخصیص نبی سے کی گئی ہے، ارشاد ہوا۔

وکان رسولاً نبیاً (مریم ع ۳) اور بھیجے ہوئے نبی تھے،

الذین یتبعون الرسول النبی الامی (اعراف ع ۱۹)

جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں۔

فآمنوا باللہ ورسولہ النبی الامی (اعراف ع ۲۰)

تو اللہ پر اور اس کے رسول نبی امی پر ایمان لاؤ،

اسی طرح فرمایا:۔

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (احزاب ع ۵)

لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں:

اس لئے جب "منصب نبوت" کی خاتمیت کا ثبوت "خاتم النبیین" سے ہو گیا، تو اس "رسالت" کی خاتمیت آپ پر ہو گئی، جو منصب نبوت کے لئے تھی اور اس خاص رسالت کے ختم ہونے کا سوال علیحدہ سے پیدا نہیں ہوگا۔

ہاں عمومی ارسال یا رسل کا عالم دنیا پر آنا تو یہ آج بھی جاری ہے، ملائکہ بھی رسول کہے گئے ہیں، وہ عالم بالا سے عالم دنیا میں آیا جایا کرتے ہیں اور بے شمار انعامات الٰہیہ کے ارسال کا سلسلہ ہر لحظہ و ہر آن جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا، اس لئے عمومی معنی میں رسول، رسل، مرسل، مرسل علیہ اب بھی ہیں اور تا قیامت رہیں گے، لیکن اگر رسول بمعنی نبی لئے جائیں گے، تو منصب نبوت کا خاتمہ ہو چکا، اس خاتمیت کے بعد اب اس منصب کے معنی میں لفظ "رسول" کا اطلاق کسی نئے مدعی کے لئے صحیح نہیں ہو سکتا، کہ منصب نبوت کے خاتمہ کے ساتھ منصب رسالت (بمعنی نبوت) کا خاتمہ آپ سے آپ ہو چکا، اور "خاتم النبیین" ہی سے اس رسالت کی خاتمیت پر بھی مہر لگ چکی ہے۔

یہ خیال شریفہ صحیح ہے کہ یہ جو کچھ عرض کیا گیا، بعض قرآن مجید کی آیات کریمہ کی روشنی میں کیا گیا ہے، لیکن اگر آپ انہیں ان اصطلاحوں کے ذریعہ سمجھنا چاہیں جو رسول و نبی کے معنی کے لئے بعد میں اختیار کی گئی ہیں تو اس لحاظ سے بھی لفظ نبی میں عموم اور لفظ رسول میں خصوص پایا جاتا ہے، اور عموم کی خاتمیت خصوص کی خاتمیت کو آپ سے آپ مستلزم ہوتی ہے، رسول وہ ہے جو صاحب کتاب یا صاحب شریعت جدیدہ ہو، یا قدیم شریعت کو کسی جدید قوم میں لایا ہو، اور نبی وہ ہے جو صاحب وحی ہو، اور ان قیود سے مقید ہو یا نہ ہو، دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہر رسول جو منصب نبوت پر آئے، وہ نبی بھی ہو، یا نبی صرف نبی ہو، اس کو کوئی کتاب یا شریعت نہیں ملی ہو، اس لئے جب عموم منصب نبوت کی خاتمیت علی الاطلاق ہو گئی، تو خصوص (رسالت) کا خاتمہ اسی عموم (نبوت) کے تحت بھی ہو گیا، اس لئے اس آیت (ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین) میں رسول و نبی کے ان اصطلاحی معانی کے لحاظ سے پہلے لفظ خاص (رسول) پھر لفظ عام (نبی) لایا گیا ہے۔ اس موقع پر کلام عرب کا جنہیں مذاق ہے، وہ اس کو بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ اگر رسول و نبی میں معنی مساوات ہوتی تو اس محل پر "اظہار" کے بجائے ارجاع ضمیر سے کام لیا جاتا، لیکن ارجاع ضمیر کے بجائے "خاتم النبیین" اس لئے کہا گیا کہ ہر قسم کی نبوت کا خواہ وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی، کلیتہً خاتمہ ہو جائے اور جھوٹے نبیوں کے لئے اور دعاوی نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا جائے۔ والسلام "س"

(معارف اعظم گڑھ، جولائی ۱۹۴۵ء)

نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

مبارک بٹالوی

زہے یہ فراز مقام محمدؐ
کہ عالم ہیں سب زیر گام محمدؐ

انہی کو ہے زیبا کلاہ فضیلت
کلام خدا ہے پیام محمدؐ

مخاطب ہوئے جس سے کایا پلٹ دی
بہت پر اثر ہے کلام محمدؐ

فضیلت ہے تقویٰ کو اسلام میں جو
اسی میں ہے پنہاں نظام محمدؐ

صحابہؓ کی تحقیر ممکن نہیں ہے
اگر دل میں ہے احترام محمدؐ

جو عکس اور ظل کو نبی مانتے ہیں
وہ سمجھیں گے کیسے مقام محمدؐ

مگن خدمت خلق میں بھی رہو تم
زباں پر جو جاری ہے نام محمدؐ

مبارک شب و روز بس یہ دعا ہے
ہمیں بخش دے رب بنام محمدؐ

تحریک ختم نبوت

منزل بہ منزل

محمد اسماعیل شجاع آبادی ۔ لاہور

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے عظیم الشان فیصلہ جس میں مرزائیوں کے دونوں گروہوں (قادیانی و لاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ یہ فیصلہ امت مسلمہ کی نوے سالہ جدوجہد اور قربانیوں کا ثمرہ مظہر تھا۔ مرزائیوں نے اس فیصلہ کو کبھی بھی تسلیم نہیں کیا۔ حالانکہ پاکستان قومی اسمبلی کے فلور پر قادیانی اور لاہوری گروہوں کے سربراہوں مرزا ناصر احمد آنجہانی اور صدر الدین لاہوری کو اپنا موقف بیان کرنے کی مکمل اور کھلی اجازت دی گئی۔

دونوں گروہوں نے اسمبلی میں اپنا موقف پیش کیا۔ جب کہ امت مسلمہ کی ترجمانی مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے کی۔ جانبین کے دلائل، جوابات اور موقف سننے کے بعد پاکستان قومی اسمبلی اور سینٹ نے متفقہ طور قادیانی لاہوری دونوں گروہوں کو ملت اسلامیہ کے جسد المطہر سے الگ کرکے غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ جس پر پورے ملک میں خوشیوں کے شادیانے بجائے گئے اور کئی ایک دن تک ملک بھر میں جشن کا سماں رہا۔

لیکن مرزائیوں نے بازی ہارنے کے باوجود، ضد، ہٹ دھرمی اور روایتی دجل و فریب کو بروئے کار لاتے ہوئے پاکستان قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلہ کی تضحیک کرتے ہوئے مسلمانوں کو کاغذی اور سرکاری مسلمان کہا جبکہ اپنے آپ کو حقیقی مسلمان کہتے رہے۔

۱۹۸۴ء میں قادیانی جارحیت عروج پر پہنچی ہوئی تھی۔ قادیانی غنڈہ عناصر نے کئی ایک علماء کرام کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ کئی ایک مذہبی رہنماؤں کو شہید کیا۔ مسلمانان پاکستان نے عقیدہ ختم نبوت سے والہانہ عقیدت اور مرزائیت سے دلی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے تحریک شروع کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تمام مکاتب فکر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرکے مجلس عمل تشکیل دی۔ جس کی صدارت کیلئے حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ کا نام پیش کیا گیا جبکہ جنرل سیکرٹری شپ کے لئے قرعہ فال مفتی مختار احمد نعیمی کے نام نکلا۔ مجلس عمل میں اٹھارہ مذہبی جماعتوں کے رہنما اور تمام مکاتب فکر کے قائدین شامل رہے۔ اس تحریک کی برکت سے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے نام سے ایک قانون معرض وجود میں آیا۔ جو قادیانیت کے تابوت میں زبردست کیل ثابت ہوا۔ اس تحریک کے اسباب و علل، واقعات پر مشتمل مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔

۷؍اپریل کو "مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان" کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ملتان میں حضرت امیر مرکزیہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں دیگر تنظیمی امور کے علاوہ مولانا اسلم قریشی کی بازیابی کا مطالبہ کیا گیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ پورے ملک میں مورخہ ۲۰؍مئی کو یوم احتجاج منایا جائے اور ۳۰؍مئی کے بعد سیالکوٹ میں یوم دعاء منایا جائے۔

قبل ازیں مورخہ ۱۵؍اپریل کو جامعہ حنفیہ انوار العلوم راولپنڈی میں مولانا اسلم قریشی کی بازیابی کے لئے کنونشن منعقد ہوا جس میں مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں اور علماء کرام نے حکومت کی مجرمانہ خاموشی پر زبردست احتجاج کرتے ہوئے مولانا قریشی کی بازیابی کا مطالبہ کیا۔

مایوسی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بری چیز نہیں۔ مایوسی موت کا دوسرا نام ہے۔

○ مورخہ ۲۲، ۲۳؍اپریل کو سرگودھا میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مولانا قریشی کی بازیابی کا مطالبہ کیا گیا۔

○ مورخہ ۲۰؍مئی کو پورے ملک میں یوم احتجاج منایا گیا۔ قراردادیں، پریس کانفرنس اور ٹیلی گراموں کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مولانا قریشی کو تلاش کیا جائے۔

○ صدر پاکستان کے حکم پر اعلیٰ پولیس افسران کی ایک ماہر ٹیم مقرر کردی گئی جس میں ایک ایس پی۔ ۳ ڈی ایس پی ۔ ۲ انسپکٹر جو سیالکوٹ پہنچ کر ریکارڈ اپنی تحویل میں لیں گے اور از سر نو تفتیش کریں گے۔ (ایک خبر)

قبل ازیں ایک تفتیشی ٹیم صوبائی کرائمز برانچ کی تھی جو تفتیش میں ناکام رہی۔

○ ایک سو مزدور رہنماؤں کا اجلاس مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے دفتر میں منعقد ہوا جس میں احتجاجی پروگرام تشکیل دیئے گئے۔

○ ڈیرہ اسماعیل خان میں ۲۰؍مئی کو یوم احتجاج منانے کے لئے مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں نے اکٹھا جمعہ پڑھنے کا پروگرام بنایا۔ انتظامیہ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا عبد القدوس، مولانا احمد شعیب، خواجہ محمد زاہد چوہدری محمد شریف ایڈووکیٹ کو ایک ایک ماہ کے لئے نظر بند کر دیا گیا۔ مولانا علاؤ الدین، مولانا عبد السلام، صوفی ریاض الحسن گنگوہی کو ۱۶ ایم پی۔ او کے تحت اور جمعہ کا انتظام کرنے والے کارکنوں عبد الشکور، غلام رسول، محمد اکبر وغیرہ کو نامعلوم دفعہ کے تحت زیر حراست لے لیا گیا۔

○ ۶؍جون بخاری مسجد ربوہ کے امام مولانا اللہ دتہ کو قادیانی غنڈوں نے مار مار کر لہولہان کر دیا۔ پولیس مجرموں کو تلاش کر رہی ہے۔

○ شکار پور سندھ کے حق گو عالم دین مولانا حبیب اللہ شہید کر دیئے گئے کیا ضیاء الحق کے "اسلامی دور اقتدار" میں ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

○ مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر ۱۰؍جون ۱۹۸۴ء کو سیالکوٹ کی عظیم الشان جامع مسجد غوثیہ حنفیہ دو لگا باغ میں یوم دعا منایا گیا جس میں ہزاروں سے متجاوز مسلمانوں نے شرکت کی۔ مقامی انتظامیہ نے یوم دعا کو ناکام کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن باایں ہمہ سندھ، بلوچستان، صوبہ سرحد اور پنجاب کے بہت سے شہروں سے مسلمانوں نے جوق در جوق شرکت کی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین مخدوم العلماء حضرت مولانا خان محمد مدظلہ، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا تاج محمودؒ، مولانا عزیز الرحمن جالندھری کے علاوہ تمام مرکزی مبلغین نے شرکت کی۔ انتظامیہ نے شہر کی ناکہ بندی کی ہوئی تھی نیز

اخبارات میں یہ بے سروپا خبریں شائع کی گئیں کہ یہ اجتماع ایم۔ آر۔ ڈی کی طرف سے منعقد ہو رہا ہے۔ پیپلز پارٹی کے قائدین جنرل ٹکا خاں' راؤ رشید' مولانا احترام الحق شرکت کر رہے ہیں۔ مقامی مجلس عمل کے راہنماؤں کے بیانات چھپنے سے روک دیا گیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا تاج محمودؒ نے جماعت کے ترجمان کی حیثیت سے اجتماع کی غرض وغایت بیان کی۔ مفتی مختار احمد نعیمی نے کہا کہ تحریک ختم نبوت کے مطالبات پاکستان کے آٹھ کروڑ مسلمانوں کا مسئلہ ہے جس میں کسی قسم کی رواداری نہیں برتی جائے گی۔ آخر میں شیخ المشائخ حضرت مولانا خان محمد مد ظلہ نے انتہائی الحاح وزاری سے پروردگار عالم سے دعاء کی کہ لوگوں کی رونے کی وجہ سے ہچکیاں اور سسکیاں بندھ گئیں۔ حضرت نے دعا کرتے ہوئے کہا اے مولا! پاک ہم ضعیف اور کمزور ہیں۔ تو قوی اور قادر ہے جن حکام نے مظلوموں کی حمایت کرنا تھی۔ وہ ظالموں کے مددگار اور وکیل بنے ہوئے ہیں۔ مولا! ہم کمزوروں' عاجزوں اور اپنے پیارے نبی کے صدقے دل گیروں کی نصرت فرما۔

دعاء کے لئے جب مولانا خان محمد مد ظلہ' مولانا تاج محمودؒ' مولانا فضل رسول حیدر' مفتی مختار احمد نعیمی مائیک پر ایک لائن پر کھڑے ہو کر دست بدعا ہوئے تو عجیب نظارہ تھا۔ دیوبندی و بریلوی اتحاد کا خوب نظارہ تھا۔

بہرحال روکاوٹوں' افواہوں اور غلط پروپیگنڈے کے باوجود عظیم کامیابی ہوئی۔

○ مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے زیر اہتمام یکم سے ۲۹ رمضان المبارک درس قرآن کے اجتماعات سے مجلس کے مرکزی قائدین نے تحریک ختم نبوت کے مطالبات پر روشنی ڈالی۔

○ جمعۃ الوداع اور عید الفطر کے اجتماعات میں تحریک ختم نبوت کے مطالبات تسلیم نہ کئے جانے کے سلسلہ میں احتجاج کیا جائے۔ مولانا خان محمد مد ظلہ

○ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی امیر مولانا خان محمد مد ظلہ نے ایک بیان میں کہا کہ تحریک ختم نبوت کے مطالبات تسلیم کرانے کے لئے مسلسل احتجاج جاری ہے۔ اس کے باوجود حکومت کی طرف سے کسی پیش رفت کا مظاہرہ نہیں ہو رہا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کا رویہ مستحسن نہیں قرار دیا جا سکتا۔ انہوں نے مسلمانان پاکستان سے پر زور اپیل کی کہ وہ جمعۃ الوداع اور عید الفطر کے اجتماعات میں تحریک ختم نبوت کے مطالبات کے سلسلہ میں یوم احتجاج منائیں۔

○ حکومت نے تحریک سے لاتعلقی کے لئے مولانا مفتی مختار احمد نعیمی کو تین لاکھ روپے کا چیک پیش کیا۔ مفتی صاحب نے اس کا نمبر نوٹ کر کے واپس بھجوا دیا۔ اور کہا کہ تحریک ختم نبوت کی قیمت وصول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مارچوں کے "یوم دعا" کو روکنے کے لئے ان پر زبردست دباؤ ڈالا گیا۔ اور سیالکوٹ آنے کے لئے ان کا راستہ روکا گیا۔

○ امریکہ کے شہر "ڈاکٹرائٹ" میں مرزائی مشن اور دفاتر کو بموں سے اڑا دیا گیا۔ مرزائی مربی ڈاکٹر مظفر سیالکوٹی کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔

○ مورخہ ۲۸؍۲۹؍ جولائی کو مانسہرہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس حضرت امیر مرکزیہ مولانا خان محمد مد ظلہ کی صدارت میں منعقد ہوئی جس سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین مولانا محمد شریف جالندھریؒ' مولانا عبد الرؤف الازہری' مجلس شوریٰ کے رکن مولانا محمد عبد اللہ اسلام آباد' مولانا قاضی اللہ یار خان' کے علاوہ دیگر حضرات نے خطاب کیا۔

عوام کے زبردست مطالبہ پر ڈی۔ آئی۔ جی میجر مشتاق احمد کا گوجرانوالہ سے فیصل آباد تبادلہ کر دیا گیا۔

○ ۷؍ ستمبر کو یوم ختم نبوت منایا گیا۔ ملک کے طول وعرض میں جلسے وجلوس ہوئے۔

○ مورخہ ۲۶؍ اگست بروز جمعۃ المبارک مدنی مسجد پشاور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت حضرت الامیر مد ظلہ نے کی۔

○ ۳؍ ۵؍ اکتوبر بنوں میں عظیم ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں صوبہ سرحد' پنجاب اور آزاد قبائل کے ہزاروں مسلمان شریک ہوئے۔

○ ۱۵؍ اکتوبر کو سیالکوٹ میں مرزائیوں کے ایک بڑے ہوٹل سے ایک مشکوک آدمی "رانا صفدر" نامی گرفتار ہوا جو خاندانی مرزائی ہے اس کے بریف کیس سے ۴۰۰ مارک جرمنی اور ۳۶۰۰ سو روپے پاکستانی کرنسی برآمد ہوئی۔ قبل ازیں وہ مرزا طاہر سے ملاقاتیں بھی کر چکا ہے۔

○ مورخہ ۲۷؍ ۲۸؍ اکتوبر کو ربوہ میں آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث مکاتب فکر کے علماء و قائدین نے خطاب کیا۔

○ کنری سندھ میں قادیانیوں نے محمد مالک نامی مسلمان کے بیوی بچوں کو اغوا کر لیا۔ اور مطالبہ کیا کہ وہ قادیانی ہو جائے۔

○ گورنمنٹ گرلز کالج سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ کی قادیانی لیکچرار مس شاہین نے قادیانیت سے براءت اختیار کر کے اسلام قبول کیا۔ لیکچرار موصوفہ کی روزنامہ جنگ کے مقامی نمائندہ جناب راشد بزمی نے رہنمائی کی۔

○ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی امیر مولانا خان محمد مد ظلہ کی دعوت پر مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں تمام مکاتب فکر کا مشترکہ اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت امیر مرکزیہ نے کی۔ اجلاس میں ایک تیرہ رکنی کنوینگ کمیٹی بنائی گئی جو مجلس عمل کی تشکیل کے لئے مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں اور علماء کرام سے رابطہ قائم کرے گی۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ۵؍ نومبر کو لاہور میں آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوگی۔

○ مری میں قادیانیوں نے مشن تعمیر کرنے کی اسکیم تیار کی جسے مری کے غیور مسلمانوں نے ناکام بنا دیا۔ اور اس پلاٹ پر مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر قائم کر دیا گیا۔

۱۶؍ اکتوبر بعد نماز عشاء اصغر علی ولد غلام نبی قوم ارائیں سکنہ دار الیمن غربی نے جامع مسجد محمدیہ کے امام کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

○ مرزائیوں کی ملی بھگت سے سب تحصیل ربوہ کے دفاتر لالیاں منتقل کر دیئے گئے تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے ربوہ کانفرنس کے موقع پر قرارداد کے ذریعہ مطالبہ کیا کہ سب تحصیل کے دفاتر کو دوبارہ ربوہ منتقل کیا جائے چنانچہ اللہ پاک کے فضل وکرم سے ربوہ سب تحصیل کی حیثیت بحال ہو گئی

○ مورخہ ۱۸؍ نومبر کو آر۔ ایم ربوہ کے اہلمد کو ربوائی غنڈوں نے حملہ کیا۔

○ قادیانی غنڈہ عناصر نے ایک نو مسلم ماسٹر محمد بشیر دھاریوال کو محض اس لئے قتل کر دیا تاکہ اس کی جائیداد پر قبضہ جمایا جائے۔ تقیہ کر کے اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی اور اس کو اپنے قبرستان میں دفن کر دیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس کے قتل پر صدائے احتجاج بلند کی۔

○ مورخہ ۱۸؍ دسمبر کو مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث' شیعہ اور جماعت اسلامی کے رہنماؤں کا اجلاس مولانا خان محمد مد ظلہ کی صدارت میں ہوا۔ جس میں مقررین نے مجلس عمل کے قیام پر زور دیا۔

اجلاس میں طے ہوا کہ جنوری ۱۹۸۴ء میں مجلس عمل کا باقاعدہ قیام عمل میں لایا جائے گا۔ اور اسی اجلاس میں ہی مرزائی جارحیت وغنڈہ گردی کے خلاف عملی جدوجہد کا عملی اعلان کیا جائے گا۔ اور فیصلہ ہوا کہ اگر ایک ماہ میں حکومت نے مجلس عمل کے مطالبات تسلیم نہ کئے تو عملی جدوجہد کا فیصلہ کن اقدام کیا جائے گا۔ کنونشن سے مولانا عبد الستار خان نیازی' علامہ خالد محمود' مرزا یوسف حسین' مولانا تاج محمودؒ' مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور دیگر مقررین نے خطاب کیا اور مندرجہ ذیل قراردادیں منظور ہوئیں۔

۱۔ ۷؍ ستمبر ۱۹۷۴ء کے قومی اسمبلی کے فیصلہ کو عملی جامہ نہ پہنانے کی وجہ سے قادیانی گروہ جارح اور فاشسٹ کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ لہٰذا اسمبلی کے فیصلہ پر عمل درآمد کیا جائے۔

۲۔ قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے روکا جائے۔

۳۔ فوج اور سول محکموں میں قانون سازی کے ذریعہ قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں پر فائز نہ کیا جائے اور پہلے سے موجود افسروں کو علیحدہ کیا جائے۔

۴۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کی تمام آئینی تقاضے پورے کئے جائیں۔

۵۔ شناختی کارڈ اور پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کر کے قادیانیوں کو پابند کیا جائے کہ وہ مذہب کے خانہ

میں اپنے آپ کو مرزائی یا قادیانی لکھیں۔

کونشن کے فیصلوں کی توثیق اسی شب جامع مسجد شہداء میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنس میں کی گئی جس کی صدارت حضرت الامیر مد ظلہ نے فرمائی۔ مقررین میں مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا عبد الستار خان نیازی، حافظ عبد القادر روپڑی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا احمد میاں حمادی، مولانا گلزار احمد مظاہری، علی غضنفر کراروی کی علاوہ بہت سے علماء کرام نے خطاب کیا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا اللہ وسایا مبلغ ختم نبوت نے سرانجام دیئے۔ جبکہ سید امین گیلانی نے اپنا کلام پیش کرکے سامعین سے خوب داد لی۔

○ جنوبی افریقہ ویسٹ انڈیز میں واقع ٹرینڈاڈ میں لاہوری مرزائیوں کے ساتھ کونشن میں تین ٹائم بم پھٹے جس سے کئی آدمی زخمی ہوگئے۔

○ امام اہل سنت حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ مورخہ ۴؍جنوری ۱۹۸۴ء کو ملتان میں انتقال فرماگئے۔ مجلس کے مرکزی رہنماؤں نے مرحوم کے ترقی درجات کے لئے دعاء کی اور پسماندگان سے ہمدردی کا اظہار کیا۔

○ مورخہ ۹؍جنوری ۱۹۸۴ء کو علماء کونشن میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ترجمان مولانا تاج محمودؒ نے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق سے ملاقات کی اور مرزائیوں کی جارحانہ سرگرمیوں، ملک وملت کے خلاف سازشوں کے سلسلہ میں پائی جانے والی تشویش اور حکومت کے مجرمانہ تغافل سے آگاہ کیا۔

مجلس کے مطالبات پر ہمدردانہ غور کا وعدہ کیا

مارچ ۱۹۸۴ء کو ہونے والے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی انتخابات کے لئے حضرت امیر مرکزیہ نے مولانا اللہ وسایا کو انتخابی مہم کا انچارج مقرر کردیا ہے۔ مولانا مذکور پورے ملک میں مقامی جماعتوں کی رکنیت سازی اور انتخابات کی نگرانی کریں گے اور "مجلس عمومی" کی فہرست مکمل کریں گے۔

○ اسلام آباد ۵؍جنوری اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین جسٹس تنزیل الرحمن نے علماء کونشن میں بتایا کہ کونسل نے حکومت سے سفارش کی ہے کہ وہ قادیانیوں کو "مساجد" استعمال کرنے سے قانوناً" روک دے۔

○ پنجاب کونسل کا اجلاس گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ایک رکن جناب خاقان بابر ایڈوکیٹ نے مجلس کے مطالبات تسلیم نہ کرنے پر زبردست تشویش کا اظہار کیا۔ گورنر، صوبائی ہوم سیکرٹری، ڈی آئی جی۔ آئی جی پنجاب نے اپنی صفائی پیش کی۔

○ مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کا ایک وفد مولانا مفتی احمد الرحمن، نائب امیر مجلس کی قیادت میں آئی جی پولیس سندھ سے ملا۔ اور محمد مالک کے بیوی بچوں کا محمود آباد کشوری سے اغواء اور تاحنوز پولیس کی ناکامی پر افسوس کا اظہار کیا۔

آئی جی نے مذکور کے بیوی بچوں کی بازیابی کا یقین دلایا۔

○ لاہور ۵؍جنوری آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس امیر مرکزیہ مولانا خان محمد مد ظلہ کی صدارت میں مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ میں منعقد ہوا۔ جس میں پورے ملک سے سینکڑوں علماء کرام نے شرکت کی۔ مجلس عمل نے فیصلہ کیا کہ ۱۷؍فروری ۱۹۸۴ء کو سیالکوٹ میں پاکستان سطح کی آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوگی۔ مفتی مختار احمد نعیمی نے اعلان کیا کہ اس دن سیالکوٹ شہر میں مکمل ہڑتال ہوگی۔ کانفرنس کے انعقاد اور وفود کی آمد میں حکومت کی طرف سے کسی قسم کی پابندی عائد کی گئی تو اسے توڑ دیا جائے گا۔ مجلس عمل سیالکوٹ تمام تر انتظامات کرے گی۔ ایک قرارداد میں صدر مملکت سے مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو قانونی شکل دی جائے۔ اور فیصلہ ہوا کہ "مشائخ کونشن" میں بھی اس مسئلہ کو اٹھایا جائے۔ کلیدی اسامیوں پر فائز قادیانیوں کی فہرست مرتب کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے سربراہ ملک محمد اکبر ساقی ہوں گے۔ جناب خاقان بابر ایڈوکیٹ، جناب بارک اللہ خاں ایڈوکیٹ پر مشتمل ایک لیگل ایڈوائزر کمیٹی تشکیل دی گئی۔

○ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی انتخابات کے لئے مولانا اللہ وسایا ناظم انتخابات نے مبلغین حضرات کو اپنے اپنے علاقہ میں ممبر سازی اور انتخابات کا انچارج مقرر کیا ہے اور اپیل کی تنظیم سازی کے اہم کام کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے تاکہ مرکزی انتخابات میں پورے ملک سے بھرپور نمائندگی ہو۔

○ قصر ضلالت (خلافت) ربوہ سے ایک قیمتی مشین گن چوری ہوگئی جس کی رپورٹ تھانہ میں درج کرائی گئی۔

○ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ترجمان، مرکزی شوریٰ کے رکن اور ہفت روزہ "لولاک" کے چیف ایڈیٹر مولانا تاج محمودؒ ۲۰؍جنوری ۱۹۸۴ء کو رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا کی وفات "مجلس تحفظ ختم نبوت کا عظیم اور ناقابل تلافی نقصان ہے جس پر مجلس کے قائدین، مبلغین، ورکر سب تعزیت کے لائق ہیں خداوند قدوس ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرماکر انہیں جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

○ ایک اور عاشق رسول حاجی مانکؒ بھی انتقال فرماگئے۔ موصوف نے ایک بہت بڑے قادیانی دجال کو جہنم رسید کیا تھا، گرفتار ہوئے تین سال سزا ہوئی۔ جیل میں کئی مرتبہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔

○ مورخہ ۲۱؍جنوری کو جامع مسجد محمود ریلوے اسٹیشن فیصل آباد میں تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا تاج محمودؒ کو خراج عقیدت پیش کیا گیا اور ان کے صاحبزادے جناب طارق محمود کی دستار بندی کی گئی۔ صاحبزادہ طارق محمود نے اپنے والد کے مشن کو آگے بڑھانے کا عہد کیا جلسہ میں ملک بھر سے مختلف مکاتب فکر کے نامور قائدین شریک ہوئے۔

مولانا تاج محمودؒ کی وفات سے چند لمحہ قبل پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد طلباء کا ایک وفد ملا۔ مولانا نے انہیں ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے کی دعوت دی اور تلقین کی۔ طلباء نے عہد کیا کہ وہ ختم نبوت کا کام کرتے رہیں گے۔

○ راجہ منور احمد قادیانی کا سیاسی مشیر کی حیثیت سے تقرر مشہور ومعروف اور جدی پشتی قادیانی راجہ منور احمد کو سیاسی مشیر مقرر کیا گیا۔ مذکور نے ترکی اور سری لنکا کا دورہ کیا۔ روزنامہ جنگ نے آواز اٹھائی۔ نوائے وقت نے بھی لکھا۔ ہفت روزہ چٹان لاہور نے کہا کہ سنسر کی قینچی نے ہماری زبان کاٹ دی۔

غرضیکہ راجہ منور قادیانی کی خدمات اس لئے بھی مسلمانان پاکستان کے نزدیک قابل اعتماد نہیں کہ ۱۹۷۳ء کا آئین موجود ہے۔ دوم ہمیں اس نوع کے کسی بھی کام میں قادیانیوں کی شرکت منظور نہیں۔ ہم اس پر شدید احتجاج کرتے ہیں اور صدر مملکت پر واضح کرنا اپنا منصبی فرض سمجھتے ہیں کہ اگر قادیانی ہی امن کے شریک کار رہے تو پھر ان کا سیاسی ڈھانچہ بھی عوام کی نگاہوں میں اسی طرح مبغوض ومقہور رہ جائے گا۔ جس طرح خود متنبی قادیان کی نبوت ہے۔

چٹان جلد ۳۶ ش ۱۹، ۲۰۔ ص ۸
۱۳ تا ۲۰ جولائی ۱۹۸۳ء

چنانچہ پنجاب میڈیکل میں مجلس تحفظ ختم نبوت طلبہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

عہدیداران حسب ذیل ہیں۔

صدر	قاری صولت نواز فورتھ ائیر
نائب صدر	نذیر احمد خاں فائنل ائیر
جنرل سیکرٹری	عمر فاروق تارڑ فائنل ائیر
سیکرٹری نشر واشاعت	حافظ محمد اسلم پرویز
فنانس سیکرٹری	جاوید اختر سیکنڈ ائیر

○ ۱۸؍جنوری فیصل آباد۔ مولانا محمد ضیاء القاسمی کے مکان پر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس ہوا جس میں ۱۷؍فروری کو سیالکوٹ میں منعقد ہونے والی کانفرنس کی کامیابی کے لئے مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں اور فیصلہ ہوا کہ مجلس کے مرکزی مبلغین سیالکوٹ اور مضافات کے علاقوں کا دورہ کرکے کانفرنس میں لوگوں کی شرکت کو یقینی بنانے کی کوشش کریں گے۔ مولانا محمد ضیاء القاسمی کی قیادت میں مولانا اللہ وسایا، مولانا امداد الحسن نعمانی، ملک بھر کا طوفانی دورہ کریں۔ مجلس کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھریؒ عارضی طور پر اپنا دفتر گوجرانوالہ منتقل کرکے کام کی نگرانی کریں گے۔

○ ابوظہبی میں مرزائی تنظیموں پر پابندی۔

دوبئی ۷؍فروری۔ وزارت اوقاف واسلامی امور

باقی صفحہ ۲ پر

شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ کیوں؟

مولانا محمد عیسیٰ منصوری لندن

کئی دنوں سے روزنامہ جنگ میں شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اندراج کے متعلق بحث چھڑی ہوئی ہے۔ واضح رہے کہ جو مذہبی جماعتیں شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اندراج پر مصر ہیں ان کا مطمع نظر صرف اور صرف قادیانی رہے ہیں کیونکہ مسیحی، ہندو اور دیگر اقلیتوں کی شناخت تو ان کے ناموں سے باسانی ہوجاتی ہے صرف قادیانی گروہ ایسا ہے جن کے نام بھی مسلمانوں جیسے ہیں اور جو دھڑلے سے تمام اسلامی اصطلاحات وعلامات استعمال کرکے بھولے بھالے مسلمانوں کو باسانی اپنے دام تزویر میں پھنسانے میں کامیاب ہوتے رہے ہیں یاد رہے کہ آج تک قادیانیوں کی مذہبی اشاعت وتبلیغ کا دائرہ عموماً" مسلمانوں تک ہی محدود رہا ہے۔ یعنی مسلمانوں کو ورغلا کر قادیانی بنایا جاتا رہا ہے اس لئے مذہبی جماعتوں کے نزدیک شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اندراج کا مقصد اسی صورت حال کا سد باب تھا کہ قادیانی اسلام کا نام استعمال کرکے مسلمانوں کا شکار نہ کرسکیں۔ مسیحی اقلیت تو ان کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں تھی۔ مگر قادیانیوں نے کمال ہوشیاری سے مسیحیوں کو مسلمانوں سے لڑادیا بلکہ پوری مسیحی دنیا کو پاکستان اور مسلمانوں سے ٹکرانے کی مذموم سعی شروع کردی اور یہ پروپیگنڈہ شروع کردیا کہ پاکستان میں اقلیتوں پر بے پناہ مظالم روا رکھے جارہے ہیں ان کے مذہبی وانسانی حقوق سلب کرلئے گئے ہیں اور تماشا یہ ہے کہ یہ شور مچانے والے پرایوں سے زیادہ اپنے ہیں۔ ہمارے دانشوروں، ترقی پسند صحافیوں اور اپوزیشن لیڈروں کا خیال ہے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اندراج یا بالفاظ دیگر قادیانیوں کو غیر مسلم کے خانہ میں مندرج کرنا ان کی سخت حق تلفی ان کے انسانی حقوق کی پامالی ان سے امتیازی سلوک اور ان پر انتہائی ظلم ہے آیئے سنجیدگی سے اس موقف کا تجزیہ کریں۔

مذاہب عالم کی تاریخ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا جانتا ہے کہ ہر نئی نبوت اور وحی کے ساتھ مذہب بھی الگ ہوجاتا ہے۔ صرف ایک مثال سے بات واضح کرنا چاہوں گا برطانوی معاشرہ میں یہودی اور عیسائی دونوں بستے ہیں تورات (بائبل اولڈ) پر دونوں ایمان رکھتے ہیں اور حضرت موسیٰ کو دونوں اللہ کا رسول مانتے ہیں لیکن عیسائی تورات اور حضرت موسیٰ پر ایمان رکھنے کے باوجود حضرت عیسیٰ کی نئی نبوت ووحی بھی تسلیم کرتے ہیں اس کی وجہ سے دونوں کا مذہب الگ ہوگیا اور دونوں مستقل دو قوم ومذہب سمجھے جاتے ہیں۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ دو ہزار سال سے دونوں قومیں ایک دوسرے کی جانی دشمن رہی ہیں تاآنکہ اس صدی کے شروع میں صیہونی سازش کے تحت اور اسلام دشمنی کے مشترکہ موقف ومفادات کی خاطر دونوں قوموں نے سیاسی طور پر ہاتھ ملالیا تاہم مذہبی طور پر آج بھی دونوں دو مستقل مذہب ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے نزدیک کافر ہیں بالکل اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قادیانی جب مرزا غلام احمد کی نئی وحی ونبوت کے قائل ہوئے تو اسی وقت ملت اسلامیہ سے کٹ کر ایک مستقل مذہب کے پیرو قرار پائے اور ان کا مسلمانوں سے مذہبی رشتہ منقطع ہوگیا۔ چنانچہ ساری دنیا کے مسلمانوں اور اسلامی تنظیموں نے خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی معنی میں کسی بھی نئی وحی ونبوت کے قائل کو ہمیشہ اسلام سے خارج ایک مستقل مذہب سمجھا ہے۔ یہ نہ صرف ۱۴ سو سالہ اسلامی تاریخ کا بلکہ دنیا کے تمام مذاہب کی تاریخ کا متفقہ اور اصولی مسئلہ رہا ہے اور یہ صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں ہے لیکن قادیانی اس اصولی اور کھلی ہوئی حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکاری رہے ہیں اور مسلسل خلاف ورزی کے مرتکب رہے ہیں۔ اسی لئے مسلمانان پاکستان ۱۹۷۴ء میں ایک ملک گیر تحریک چلا کر اس مذہبی مسئلہ کو قومی اسمبلی میں لے گئے جس کے نتیجہ میں اس مذہبی اصولی فیصلہ کا ظہور آئینی طور پر اس طرح ہوا کہ دستور پاکستان میں انہیں آئینی طور پر ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ یاد رہے کہ مذہبی طور پر ساری دنیا کی مسلم تنظیمیں اور ادارے انہیں پہلے ہی کافر قرار دے چکے تھے۔ پاکستانی قومی اسمبلی نے صرف یہ کیا کہ مسلمانوں کے اس متفقہ مذہبی مسئلہ کی توثیق کرکے اسے آئینی حیثیت بھی دے دی۔ قومی اسمبلی کے اس فیصلہ کے بعد سے قادیانی اس قرارداد کے خلاف مسلسل واویلا مچا رہے ہیں کہ مسٹر بھٹو یا پاکستان قومی اسمبلی نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ آیئے قادیانیوں کی اس بات کا بھی حقیقت پسندی سے جائزہ لیتے چلیں کہ آیا قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ یکطرفہ عاجلانہ اور غیر منصفانہ ہے یا حقیقت پسندانہ اور مبنی بر انصاف۔ واقعہ یہ ہے کہ قومی اسمبلی نے مسلسل ۳۵ دنوں تک دونوں فریق (مسلمان اور قادیانیوں) کا موقف سنا اور قادیانیوں کو پورا موقع فراہم کیا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ثابت کردکھائیں چنانچہ قادیانی گروہ کے سربراہ ناصر احمد نے گیارہ دن تک اور لاہوری گروپ کے سربراہ مولوی صدر الدین نے دو روز تک قومی اسمبلی کے سامنے تفصیل سے اپنا موقف پیش کیا آج بھی قومی اسمبلی کے ریکارڈ میں یہ بات دیکھی جاسکتی ہی کہ جب قومی اسمبلی میں مرزا ناصر احمد سے سوال کیا گیا کہ وہ ان مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں جو مرزا غلام احمد کی نبوت اور وحی کو تسلیم نہیں کرتے تو مرزا ناصر احمد کو پارلیمنٹ کے فلور پر تاریخ کی عدالت میں یہ شہادت ریکارڈ کرانی پڑی کہ مرزا غلام احمد کی نبوت ووحی پر ایمان نہ لانے والے (دنیا بھر کے ایک ارب مسلمانوں کو) وہ کافر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ۳۵ روز تک مسلسل بحث وتمحیص کے بعد قومی اسمبلی کے سامنے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ مسلمان اور قادیانی دونوں فریق ایک ساتھ مسلمان نہیں ہوسکتے اگر قادیانی مسلمان ہیں تو لامحالہ دنیا کے ایک ارب مسلمان کافر ہیں اس وقت قومی اسمبلی نے (جو تمام مکاتب فکر پر مشتمل تھی) متفقہ طور پر قادیانیوں کو کافر قرار دیا۔ کیا دنیا کا کوئی انصاف پسند اس فیصلہ کو یکطرفہ فیصلہ کہہ سکتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے پورے ۸۰ سال تک قادیانیوں کو موقع دیا کہ وہ اپنے کو مسلمان ثابت کریں۔ قطع نظر اس کے کہ صحیح مسلمان کون ہیں ساری دنیا کے مسلمان جسے مسلمان سمجھتے ہیں قادیانی خود کو بھی ویسا ہی مسلمان ثابت کردیں لیکن ۱۹۳۰ء کے معروف مقدمہ

بہاولپور سے لے کر ۱۹۸۸ء کے جنوبی افریقہ کے سپریم کورٹ کے فیصلہ تک دنیا کی کسی عدالت کسی مسلم ادارے کسی اسمبلی کے نزدیک اپنے آپ مسلمان ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں ۔ قادیانی ایک مغالطہ یہ دیتے ہیں کہ قومی اسمبلی ایک آئینی سیاسی وانتظامی ادارہ ہے اسے مذہبی فیصلہ کرنے کا کوئی حق نہیں ۔ لہٰذا ہم قومی اسمبلی کے کسی مذہبی فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتے ۔ ٹھیک ہے چھوڑیئے پاکستانی قومی اسمبلی کو دنیا کے کسی ملک کا کوئی سا دینی ادارہ' اسلامی تنظیم' کوئی مسلم مذہبی جماعت کسی مسلم ملک کی پارلیمنٹ حتیٰ کہ دنیا کے کسی غیر مسلم ملک کی عدالت میں آپ اپنے کو مسلمان ثابت کر دکھائیں یا صرف جامع ازہر (مصر) رابطہ عالم اسلامی (سعودی عرب) مجلس علمی (شام) یا کسی مسلمہ ادارہ یا تنظیم کا فیصلہ آپ کے مسلمان ہونے کے حق میں بھی لے آئیں ۔ ہم قومی اسمبلی کی قرارداد رد کردیں گے لیکن پاکستان کے نام نہاد دانشوروں صحافیوں اور اپوزیشن لیڈروں سے درخواست کروں گا کہ خدارا ایک طے شدہ مسئلہ کو از سرنو اٹھا کر مزید انتشار نہ پیدا کریں ۔ اس لئے کہ اس کا کوئی نتیجہ نکلنے والا نہیں ہے۔

اب آیئے قادیانیوں کے دوسرے مطالبہ کا سنجیدگی سے جائزہ لیں ۔ وہ ہے امتناع قادیانیت کا صدارتی آرڈیننس جس کے متعلق زور وشور سے پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے اور پاکستان کے خلاف مغربی ملکوں میں شد ومد سے مہم چلائی جارہی ہے کہ ان کے ہیومن رائٹس پامال کردیئے گئے ہیں ۔ انہیں عبادت کے حق سے روک دیا گیا ہے ۔ ان کے اپنے مذہب پر عمل کرنے پر پابندی عائد کردی گئی ہے ۔ آیئے پہلے وہ آرڈیننس کیا ہے ... ملاحظہ کیجئے آرڈیننس کا متن یہ ہے...

۱۔ اسلام کے نام پر اپنے مذہب کی تبلیغ نہ کریں اور خود کو مسلمان کے طور پر ظاہر نہ کریں۔

۲۔ اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہ کہیں اور اپنی عبادت کے لئے لوگوں کو بلانے کا طریقہ اذان سے الگ اختیار کریں اور اسے اذان نہ کہیں۔

۳۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے علاوہ کسی اور خاتون کو ام المومنین نہ کہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ اور خلفاء کے علاوہ کسی اور کے لئے صحابیؓ یا خلیفہ کی اصطلاح استعمال نہ کریں۔

یہ ہے وہ آرڈیننس جس کے خلاف انسانی حقوق کی پامالی کے عنوان سے آسمان سر پر اٹھایا ہوا ہے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں کب اور کہاں انسانی حقوق کی نفی ہوتی ہے ۔ آپ غور سے بار بار پڑھیں اس آرڈیننس میں قادیانیوں کو عبادت گاہ بنانے سے یا عبادت کرنے سے کہاں روکا گیا ہے ۔ ہاں انہیں صرف اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنے سے روکا ہے' اذان دینے سے روکا ہے اور دیگر اسلامی اصطلاحات کے استعمال کرنے سے روکا ہے ۔ ظاہر ہے جب قادیانیوں کا مذہب مسلمانوں سے الگ ایک جداگانہ مذہب ہے تو یہ پابندیاں اس کا منطقی نتیجہ ہیں ان اصولی اور منطقی پابندیوں کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دینا سراسر ناانصافی ہے ۔ کیا دنیا کے ایک ارب مسلمانوں کو اس کا حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے مذہبی نام ان کی شناخت اور شعائر وعلامات کا تحفظ کریں ۔ اور اپنی پہچان کو بچائیں ۔ دنیا کے کس قانون کی رو سے ایک ارب مسلمانوں کو ان کے اس حق سے محروم کیا جاسکتا ہے اس لئے انصاف وصداقت کی بات یہ ہے کہ یہ آرڈیننس انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا نہیں بلکہ ان کی حفاظت کا اور عین ہیومن رائٹس کو تحفظ دیا گیا ہے ۔ کہ کوئی ان کی شناخت کو غلط طور پر استعمال کرکے ان کے ہیومن رائٹس پر ڈاکہ نہ ڈال سکے کیونکہ قادیانی ایک الگ مذہب کے پیروکار ہونے کے باوجود اسلامی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں تو دنیا کے ایک ارب مسلمانوں کے بنیادی حق کی پامالی کے مرتکب ہوتے ہیں آپ نے ملاحظہ فرمایا جس ہیومن رائٹس کی دہائی دے کر پاکستان کے خلاف شرانگیز پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے اس کی حقیقت کیا ہے ۔ حقوق مسلمانوں کے پامال ہورہے ہیں نہ کہ قادیانیوں کے ۔ میں اس کو ایک کاروباری مثال سے واضح کرنا چاہتا ہوں ایک کمپنی ۱۰۰ سال سے کام کر رہی ہے ۔ اس کا ایک نام ہے ایک لیبل ہے' ایک ٹریڈ مارک ہے اور وہ اسی نام اور ٹریڈ مارک کے ساتھ مارکیٹ میں متعارف ہے اس کی ساکھ ہے اسی حوالہ سے اس کا اعتبار قائم ہے اب اگر کچھ لوگ اس سے الگ ہوکر ایک نئی کمپنی بناتے ہیں انصاف کے ساتھ بتایئے کیا اس نئی کمپنی کو پہلی کمپنی کا نام ٹریڈ مارک اور لیبل استعمال کرنے کا حق ہے ؟ اگر نہیں اور اس کے باوجود نئی کمپنی اپنا مال مارکیٹ میں کھپانے کے لئے پہلی کمپنی کا نام استعمال کرتی ہے اس کا ٹریڈ مارک اور لیبل استعمال کرتی ہے قانون اسے کیا کہتا ہے ؟ کیا یہ فراڈ نہیں ؟ یہ چار سو بیسی نہیں ؟ کیا یہ پہلی کمپنی والوں کے ہیومن رائٹس کی خلاف ورزی نہیں ؟ بالکل اسی طرح مسجد' اذان' کلمہ طیبہ' نبی' خلیفہ' صحابی' ام المومنین وغیرہ ۱۴ سو سال سے مسلمانوں کی شناخت وشعار وعلامات ہیں کیا مسلمانوں کی یہ شناخت پہچان ہیومن رائٹس میں شامل نہیں ہے' کیا دنیا کے کسی ہندو' سکھ کو اس بات کی اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ اسلام کے ان شعائر کے ساتھ کھیل کرے اور انہیں استعمال کرکے اپنے دھرم کی تبلیغ واشاعت کرے جب قادیانی ایک نئی نبوت ووحی پر ایمان لاکر الگ مذہب کے پیروکار ہوگئے تو وہ دنیا کے کس قانون کی رو سے ان اصطلاحات وعلامات کا استعمال کرسکتے ہیں جو ۱۴ سو سال سے مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور مسلمانوں کی پہچان ہیں ۔ ان اصطلاحات کے استعمال کا حق دونوں فریق میں سے کسی ایک ہی کو ہے یا تو دنیا بھر کے ایک ارب مسلمانوں کو ان اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے روک دیا جائے یا چند لاکھ قادیانیوں کو ۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ انصاف کا تقاضہ کیا ہے عقل ودانش کیا کہتی ہے ۔

جھگڑا یہ نہیں ہے کہ قادیانی مرزا غلام احمد کی نئی نبوت پر کیوں ایمان لائے' نئی نبوت کا دعویٰ ایران کے بہاء اللہ نے بھی کیا اس کے ماننے والے بہائی ہم سے الگ مذہب رکھتے ہیں مگر ہمارا ان سے کوئی تنازعہ نہیں' کوئی کشمکش نہیں ۔ ہم انہیں کافر سمجھتے ہیں اور وہ ہمیں وہ کلمہ طیبہ پڑھ کر لوگوں کو دھوکہ نہیں دیتے' اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہتے انہوں نے اپنی اصطلاحات الگ کرلیں قادیانیوں سے بھی ہم یہی چاہتے ہیں کہ جب تم نئی نبوت ووحی پر ایمان لائے ہو تو انصاف کا تقاضہ ہے کہ مسلمانوں کا لیبل ٹریڈ مارک اسلامی اصطلاحات استعمال کرکے بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکہ نہ دو ۔ یہ کھلا فریب ہے سراسر فراڈ ودھوکہ ہے ۔ ہم دنیا بھر کے قانون دانوں اور انصاف پسندوں سے پوچھتے ہیں کہ ایک ارب مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا کس ہیومن رائٹس کے تحت آتا ہے ؟ دراصل قادیانی ہیومن رائٹس کے نام پر ہی دھوکہ دہی کا حق مانگ رہے ہیں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی مخصوص اصطلاحات ولیبل کو استعمال کرکے عام مسلمانوں کا شکار کرسکیں ۔ انہیں ورغلا کر قادیانی بناسکیں ۔ قادیانیوں کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ اب تک جتنے لوگ قادیانی بنائے گئے ان میں ۹۹ فی صد سے زیادہ مذہب سے ناواقف بھولے بھالے مسلمان تھے اور اس کے لئے انہوں نے ہر جائز وناجائز حربہ استعمال کیا مثلاً چودھری ظفر اللہ خان آنجہانی نے وزارت خارجہ اور سفارت خانوں میں اہلیت وقابلیت کے نام پر بے تحاشا قادیانی بھردیئے ۔ یہی نہیں پاکستان بننے کے بعد عرصہ تک اسلام کی اشاعت وتبلیغ کی سرکاری مراعات اور وسائل وسہولتیں قادیانی دھڑلے سے استعمال کرتے رہے ۔ جب مسلمانوں کو ہوش آیا تب یہ سلسلہ موقوف ہوا ۔ عرصہ دراز سے یورپ کے متعدد ممالک میں سیاسی پناہ اور ملازمتوں کا لالچ دے کر سینکڑوں مسلم نوجوانوں کو قادیانی بناکر لایا جاتا رہا ہے ۔ میں نے خود ذاتی طور پر جرمنی میں ایسے متعدد مسلم نوجوانوں سے ملاقات کی ۔ ان میں سے کئی ایک نے کہا کہ وہ مسلمان ہیں یہاں آکے مجبوراً" اپنے آپ کو قادیانی بتایا ہے ۔ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اندراج کا مقصد صرف مسلمانوں کے ہیومن رائٹس کا تحفظ ہے خدارا ہمیں بتایا جائے اس سے قادیانیوں کے کس حق پر ضرب پڑتی ہے ۔

آخر کیوں پاکستان کو ساری دنیا میں بدنام کرنے کی سعی کی جارہی ہے ۔ کبھی امریکہ کی امداد بند کرنے کے لئے اکسایا جاتا ہے کبھی برطانیہ کے مجرموں کو گھیرا جاتا ہے' کبھی اقوام متحدہ سے مداخلت کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو کبھی یورپی ممالک سے پاکستان کی امداد بند کروانے کی دھمکی دی جاتی ہے ۔ آیئے پاکستان میں قادیانیوں سے امتیازی سلوک کا بھی جائزہ لیں ۔ سرکاری اعداد وشمار کے اعتبار سے پاکستان میں

قادیانیوں کی تعداد ایک لاکھ سے زائد نہیں بیشتر طور پر ترکی 'الجزائر' جاپان اور رومانیہ کے سفیر قادیانی ہیں یو نسکو کے ڈپٹی سیکرٹری قادیانی ہیں نصیر جیسے بیسیوں افسر فوج میں اعلی ترین عہدوں پر براجمان ہیں کتنے ہی حساس اور کلیدی عہدے ان کے سپرد ہیں کیا یہی قادیانیوں پر ظلم اور ان کے ساتھ امتیازی سلوک ہے اقلیت کے ساتھ اس قسم کے فیاضانہ سلوک کی مثال دنیا میں کہیں ملتی ہے۔ دور کیوں جایئے ساری دنیا میں بھارت کی جمہوریت کے راگ الاپے جاتے ہیں۔ بھارت میں کم از کم ۱۵ کروڑ مسلمان ہیں وہاں کتنے سفیر مسلمان ہیں یا کتنے حساس عہدوں پر مسلمان ہیں۔ برطانیہ ہی کو لے لیجئے جو ترقی و تہذیب کے بام عروج پر ہونے کے علاوہ ہیومن رائٹس کے ٹھیکیداروں میں سے ایک ہے۔ یہاں دو ملین سے زیادہ مسلمان ہیں کتنے مسلمان برطانوی سفیر یا حساس عہدوں پر ہیں؟

اخیر میں ایک بات اور شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اندراج نہ صرف ایک ارب مسلمانوں کے ہیومن رائٹس کے تحفظ کے لئے ضروری ہے بلکہ یہ نظریہ پاکستان کا بھی لازمی تقاضہ ہے چونکہ مسلمان ہندوؤں سے الگ ایک مستقل قوم ہیں۔ برصغیر میں مسلم حکومت کے زوال کے بعد انگریز اور ہندوؤں کی ملی بھگت سے بجا طور پر اس کا خدشہ پیدا ہو چلا تھا کہ مسلم اقلیت ہندوؤں میں جذب ہو کر فنا نہ ہو جائے۔ سرسید احمد خان نے ۱۸۸۵ء میں جداگانہ حقوق اور جداگانہ انتخاب کا مطالبہ کیا۔ ۱۹۰۶ء میں ڈھاکہ میں مسلم لیگ کے قیام سے لے کر قیام پاکستان تک مسلم لیگ کی تحریک کی بنیادی دو قومی نظریہ تھا اس دو قومی نظریہ کا منطقی نتیجہ جداگانہ انتخاب ہے اور شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اندراج جداگانہ انتخاب کی ایک ضرورت اس لئے منطقی طور پر شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کی مخالفت کی زد جداگانہ انتخاب پر اور جداگانہ انتخاب کی نفی کی زد دو قومی نظریہ یا نظریہ پاکستان پر پڑتی ہے اور نظریہ پاکستان کی نفی سے سرسید احمد خان کی مسلم تشخص کی تحریک (کہ مسلمان ہندوؤں سے الگ ایک مستقل قوم ہیں) کی نفی ہوتی ہے فرض مذہب کے خانہ کی نفی سے برصغیر میں پوری سو سالہ مسلم تشخص کی جدوجہد کی نفی ہو جاتی ہے۔ اب تاریخ کے پہیئے کو تو الٹا گھمایا نہیں جا سکتا۔ لہذا ضروری اور لابدی ہے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اندراج ہو ورنہ کوئی ہمیں بتائے کہ دو قومی نظریہ کی بنیاد پر مطالبہ پاکستان کا کیا جواز رہ جاتا ہے؟ لہذا مذہب کے خانہ کی نفی سے پہلے یہ اعلان کرنا ہو گا کہ دو قومی نظریہ غلط تھا اور اس کی بنیاد پر پاکستان کا قیام بھی ایک غلطی تھا کیا ہمارے دانشور ترقی پسند صحافی اور محترمہ بے نظیر صاحبہ اس کی جرات فرمائیں گی؟

ہم محترمہ بے نظیر صاحبہ 'حنیف رامے' ارشاد احمد حقانی اور ان کے ہم نواؤں سے عرض کریں گے کہ انسانی حقوق کے نام پر واویلا مچا کر مسئلہ کو الجھانے اور مزید انتشار پیدا کرنے کے بجائے صاف طور پر کہیں کہ ۱۹۷۴ء میں مسٹر بھٹو نے قادیانیوں کو کافر قرار دے کر ان کے ہیومن رائٹس پر ضرب لگائی اور قادیانیوں پر بڑا ظلم کیا۔ (یہی قادیانیوں کا موقف ہے) اب ان حضرات کے لئے صاف اور سیدھا راستہ یہ ہے کہ ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کو ختم کرنے کے لئے جہاد شروع فرمائیں اس لئے کہ جب تک پاکستان کے آئین میں یہ ترمیم موجود ہے کہ قادیانی ایک غیر مسلم اقلیت میں ہیں اس وقت تک ان کے کھلے عام مسلمانوں کا شکار کھیلنے کے حق میں رکاوٹ رہے گی جس کے نتیجے میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی جیسے بے شمار مسائل پیدا ہوتے رہیں گے۔ کیا محترمہ اور ان کے ہمنوا اس کی جرات فرمائیں گے یہ صاف اور سیدھا راستہ چھوڑ کر بھی اقوام متحدہ کو دہائی دینا کہ پاکستان میں انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں اور کبھی امریکی صدر کلنٹن کو پاکستان میں

باقی ص ۲۴ پر

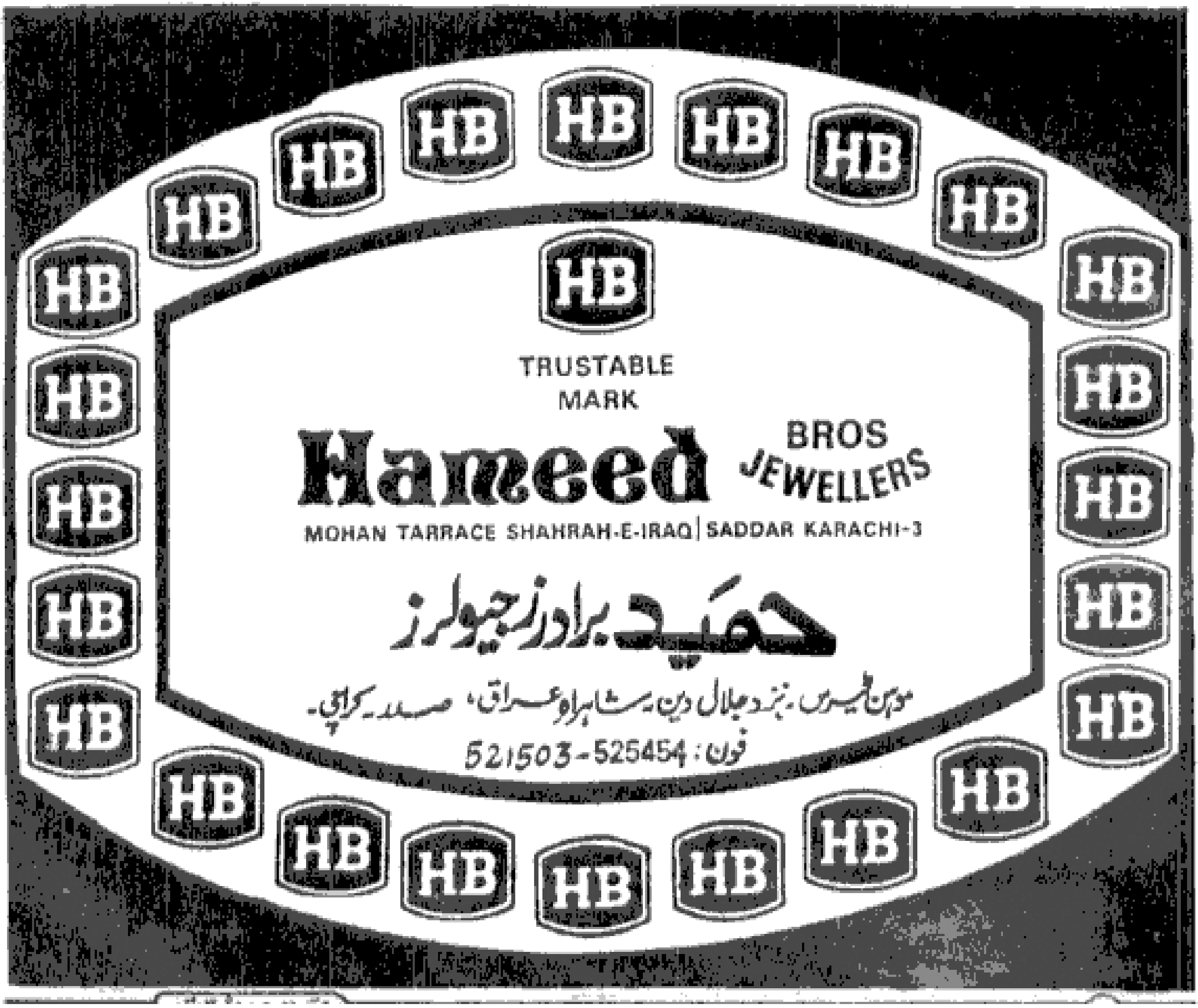

حدیثِ مجدد

کیا اس حدیث سے فردِ واحد مراد ہے یا ایک جماعت؟

حدیث مجدد کے حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں مرزا قادیانی انہیں کیا سمجھتا تھا؟ ایک دلچسپ اور مدلل علمی مضمون

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا (ص ۳٦) رواہ ابی داؤد وقال علی القاری فی المرقاۃ ورواہ الطبرانی فی الاوسط وسندہ صحیح ورجالہ کلہم ثقات وکذا صححہ الحاکم ص ۳۰۲ طبع ملتان ونقلہ القادیانی فی کتابہ حقیقۃ الوحی ص ۱۹۳۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے ابتدا میں ایسے لوگ کھڑے کرے گا جو اس امت کا دین تازہ کرتے رہیں گے۔

اس حدیث کے الفاظ سے اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر صدی کا مجدد محض ایک ہی شخص ہوتا ہے۔ اور یہ مفہوم وہ لفظ "من" سے سمجھتے ہیں مگر یہ بات درست نہیں بلکہ یہ "من" واحد اور جمع دونوں کے لئے آتا ہے۔ جیسے قرآن کے شروع میں ہے کہ: ومن الناس من یقول امنا الخ ترجمہ:۔ کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ دیکھئے یہاں بھی لفظ "من" ہی ہے مگر ترجمہ جمع والا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کئی آیات پیش کی جاسکتی ہیں۔ ومن الناس من یشتری لہو الحدیث الخ۔ ومن اضل ممن یدعوا من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ وہم عن دعائہم غافلون ○ (الاحقاف)۔

سلطان العلماء حضرت علی القاریؒ لکھتے ہیں کہ ... میرے نزدیک واضح تر بات یہی ہے کہ لفظ "من یجدد لہا" سے مراد ایک شخص نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ایک ایسی جماعت ہے جس کے افراد ہر علاقہ میں دین کے مختلف شعبوں میں تحریر وتقریر کے ذریعہ ایسا نمایاں کام کریں کہ جس سے دین کو بقا اور تحفظ میسر ہو۔ میرے نزدیک (واللہ اعلم) اسی عام مفہوم کی وضاحت کے لئے صاحب مشکوٰۃ نے اگلی حدیث نقل فرمائی ہے کہ:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحمل ہذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین۔ وانتحال المبطلین وتاویل الجاہلین (مشکوٰۃ ۳٦)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر پشت اور زمانہ کے معتبر اور خدا خوف لوگ اس علم (قرآن وحدیث) کو حاصل کریں گے اور پھر وہ اس دین سے غلو پسندوں کی کی بیشیاں۔ باطل پرستوں کے دین کی طرف غلط مسائل وعقائد کی نسبت۔ اور جاہل مدعیان علم کی غلط تاویلات کو جدا کرتے رہیں گے۔

ف:۔ گویا تجدید دین کا مطلب اس روایت میں واضح کردیا گیا۔ کہ وہ لوگ دین سے تمام گرد وغبار' آلائش اور ملاوٹوں سے پاک کرکے مخلوق خدا کے سامنے اس کی اصل شان وشوکت کے ساتھ پیش کریں گے۔ یہی مفہوم مندرجہ ذیل حدیث میں واضح فرمایا گیا ہے:

لا یزال امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لا یضرہم من خذلہم ولا من خالفہم حتی یاتی امر اللہ وہم علی ذلک۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۵۸۳)

ترجمہ:۔ فرمایا کہ میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ خدا کے دین کو قائم اور مضبوط رکھے گی اس کے معاند اور مخالف اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے حتیٰ کہ اسی حالت میں خدا کا حکم (قیامت) آجائے گی۔

مشکوٰۃ ص ۵۸۴ پر بھی اسی مضمون کا ایک ارشاد پیغمبرؐ مذکور ہے۔ فرمایا:

لا یزال طائفۃ من امتی منصورین لا یضرہم من خذلہم حتی تقوم الساعۃ

الغرض مندرجہ بالا ارشادات نبویؐ سے مجدد کا مفہوم واضح ہوگیا۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ... اپنے منصب کا دعویٰ اور تحدی صرف ذات پیغمبرؐ تک محدود ہے۔ اس کے بعد کسی بھی بزرگ کو اپنے مقام منصب کا دعویٰ اظہار اور اعلان ضروری نہیں۔ کہ میں یہ ہوں' میرا ماننا ضروری ہے۔ جو نہ مانے گا وہ فاسق یا کافر ہے۔ (دیکھئے شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲)

اگر یہ بات ہوتی تو اس امت کا فرد اول خلیفہ بلا فصل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ضرور یہ دعویٰ کرتے۔ امام الشہداء خلیفہ ثانی اپنے مقام کا ضرور دعویٰ فرماتے۔ عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ اور امام الاولیاء والصالحین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ لازما دعویٰ فرماتے۔ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اپنے منصب ومقام کا دعویٰ کرتے مگر آسمان وزمین گواہ ہے کہ ان مقتدر ہستیوں میں سے کسی نے بھی دعویٰ نہیں فرمایا۔ تو پھر کسی بعد کے فرد کو یہ حق کیسے پہنچ سکتا ہے۔ کہ وہ اس قسم کی لاف زنی کرتا پھرے۔

یہ اس لئے بھی مسلمہ امر ہے کہ ہمارے عقائد میں ورسلہ کے بعد کسی بھی منصب کو جزو ایمان نہیں بنایا گیا۔

ایک ضروری وضاحت۔

کیا کسی نئے ظہور پر ایمان ضروری ہے؟

یہ ایک ایسا سوالیہ جملہ ہے جو کئی حضرات کی زبان سے سنا جاتا ہے۔ اور نئے ظہور کا مصداق نزول مسیح اور امام مہدی کو سمجھا جاتا ہے۔ بالخصوص امام مہدیؓ کے متعلق کئی اہل علم بھی تشویش میں مبتلا ہوجاتے ہیں جس کے نتیجہ میں وہ ان کے بارے میں وارد احادیث کو ضعیف اور غیر معتبر قرار دے کر انکار کا راستہ اختیار کرلیتے ہیں۔ مگر ان کی یہ بات اور نظریہ درست نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام تو زمرہ انبیاء ورسلؑ میں ہونے کی بناء پر پہلے ہی ہمارے ایمان کا جز ہیں۔ جب قرآن وحدیث اور اجماع امت کی رو سے وہ دوبارہ تشریف لاویں گے تو بھی ہمیں اپنے ایمان میں کسی اضافہ کی ضرورت نہ پڑے گی۔ کیونکہ ان کی ذات اقدس مع جملہ حالات ومتعلقات کے پہلے ہی ہمارے عقیدہ کا جز ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار موکد اور حلفیہ پیرائے میں ان کی آمد ثانی سے ہمیں آگاہ فرمایا ہے حتیٰ کہ ایک موقع پر بالاہتمام ایمان کی تفصیلات یوں ارشاد فرمائیں۔

عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمد عبدہ ورسولہ وان عیسیٰ عبد اللہ ورسولہ وابن امتہ وکلمتہ القاہا الی مریم وروح منہ والجنۃ والنار حق ادخلہ اللہ الجنۃ علی ما کان من العمل (متفق علیہ

مشکوٰۃ ص ۳۳)

ترجمہ :۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی مستحق پرستش نہیں۔ وہ تنہا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً" اس کے بندے اور رسولؐ ہیں۔ اور عیسیٰؑ بھی اس کی بندے اور رسول ہیں (نہ خدا ہیں نہ اس کے بیٹے) وہ اس کی بندی (مریم) کے فرزند ہیں۔ خدا کے کلمہ کن سے پیدا ہوئے جو اس نے مریم کی طرف القا فرمایا تھا اور اس کی طرف روح ہیں اور یہ کہ جنت اور جہنم برحق ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کردے گا۔ چاہے وہ کیسی ہی عملی کوتاہی میں مبتلا ہو۔

ف :۔ ملاحظہ فرمائیں کہ کلمہ شہادت کے بعد تمام رسولوں میں سے صرف حضرت مسیحؑ کا ذکر کیوں فرمایا۔ یہ اس لئے کہ ایک تو ان کے متعلق عیسائیوں کے غلط نظریات کی تردید ہوجائے اور دوسرے ان کی آمد ثانی پر کسی کو تردد یا تعجب نہ ہو۔ ان کی دوبارہ تشریف آوری اتنی کھلی اور واضح حقیقت ہے جس پر کئے آیات قرآنیہ اور ایک سو سے زائد ارشادات خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔ تیس سے زائد صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں۔ ان متکلم اور متواتر دلائل کی بناء پر امت مسلمہ کے دور اول سے لے کر آخر تک کسی کو بھی اس نظریہ میں ذرہ برابر اختلاف اور تردد نہیں ہے۔ اور اسی بناء پر مرزا قادیانی باوجود وفات مسیحؑ اور اپنے دعوی مسیحیت کے اس حقیقت کا علی وجہ الیقین انکار نہ کرسکا۔ بلکہ میرے پیش کردہ حوالہ جات کے پیش نظر بار بار اقرار کرتا رہا ہے کہ "ممکن ہے بلکہ عین ممکن ہے کہ وہی مسیح آجائے جس پر احادیث کی علامات ظاہری طور پر صادق آتیں۔ ہوسکتا ہے وہ مسیح آجائے جو روضہ رسولؐ کے پاس مدفون وغیرہ ہے۔ لہٰذا آپ کی آمد ثانی قطعی الثبوت یقینی اور اجماعی نظریہ ہے۔ جس کو نیا ظہور نہیں کہا جاسکتا۔ اس لئے اس پر نئے سرے سے ایمان یا عدم ایمان کی بحث خارج از بحث ہے۔

امام مہدیؑ کی آمد اور ظہور ثانی

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قرب قیامت اگرچہ اس میں ایک ہی دن باقی نہ ہو ایک آدمی کھڑا کیا جائے گا جو میرے اہل بیت سے ہوگا اس کا نام میرے نام پر اور اس کے باپ کا نام بھی میرے والد کے نام پر ہوگا (یعنی محمد بن عبد اللہ) وہ آکر زمین کو عدل وانصاف سے بھرپور کردے گا جیسے کہ وہ اس سے پہلے ظلم وستم سے معمور تھی۔ (ابوداؤد ص ۲۳۲ ج ۲)۔

اس مضمون کی کئی احادیث کتب حدیث میں مذکور ہیں جن سے ایک ایسی شخصیت کا پیدا ہونا معلوم ہوتا ہے جو کہ اہل اسلام کی اصلی حیثیت تمام شعبوں میں قائم کردے گی۔ دنیا میں پھر ظلم وستم کی بجائے عدل وانصاف کا دور دورہ ہوجائے گا۔ دیگر احادیث میں ان کے دیگر حالات کوائف بھی مذکور ہیں۔ اب بتلایئے کہ دین اور امت کو قیامت تک باقی رہنا ہے۔ اس کے بقا' تحفظ اور صحیح رہنمائی کے لئے خدا تعالیٰ ہر صدی پر نمایاں حقانی شخصیات فراہم کرتا رہے گا۔ تو اگر اس امت کے زیادہ منتشر ہوجانے اور دین حق سے غفلت برتنے پر آخر میں اللہ تعالیٰ ایک قابل ترین حساس اور رشد وہدایت کے پیکر کو اصلاح امت کے لئے فراہم کردے تو اس میں کونسی چیز خلاف اسلام اور عقل ہے۔ امام کا معنی رہنما اور پیشوا ہے اور مہدی کا معنی ہدایت یافتہ اور منبع ہدایت ہے۔ فرمایئے اس میں کونسی چیز خلاف عقل وفکر ہے۔ پھر یہ کوئی نیا ظہور بھی نہیں کہ جس پر خاتم الانبیاء کے بعد ایمان لانا لازمی ہو بلکہ مجددین کی طرح یہ بھی ایک نمایاں شخصیت اور مجدد ہی ہے جس کے ظہور اور تائید ونصرت دین کی اطلاع خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی دی ہے۔ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نمایاں ہستی کے متعلق صرف دو لفظ ارشاد فرمائے ہیں

(۱) **یخرج یا یبعث**۔ کہ وہ آئے گا یا ظاہر ہوگا۔

(۲) **وجب علی کل مومن نصرہ** ابوداؤد ص ۲۳۳ ج ۲)

کہ اس فتنہ کے دور میں اس راہنمائے امت اور مصلح دین کا تعاون ہر مومن پر لازمی ہوگا۔ اور بس فرمایئے اس میں کون سی نئی بات ہے جس سے پریشان ہوکر ہم امام مہدی کے وجود کا انکار کردیں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے **تعاونوا علی البر والتقوی** کا حکم قرآن میں نہیں دیا۔ کیا **کنتم خیر امتہ اخرجت للناس** آیت قرآن میں موجود نہیں۔ کیا **انصر اخاک الظالم والمظلوم** کا ارشاد پیغمبر پہلے موجود نہیں ہے۔

اگر یہ سب حقائق موجود ہیں اور یقیناً" ہیں تو امام مہدی کے متعلق کوئی نیا حکم تو نہیں دیا جارہا۔ وہاں اتنا ہی ہے کہ اس رہنما امت کا تعاون ضروری ہے۔ باقی رہا شیعہ صاحبان والا امام مہدی جو کسی غار میں پوشیدہ ہے۔ تو وہ نہ اسلام کا نظریہ اور نہ ہم اس کے قائل اور نہ ہی عقل وفکر کے مطابق ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد مبارک سے لے کر قیامت تک بہت سے واقعات اور شخصیات کے متعلق اطلاع فرمائی ہے جیسے فرمایا کہ "قریب ہے کہ لوگ دور دراز اونٹوں پر سوار ہوکر طلب علم کے لئے آئیں تو وہ مدینہ کے عالم سے بڑھ کر کسی کو نہ پائیں گے"۔ (مشکوٰۃ ص ۳۵ بحوالہ ترمذی شریف)

۲۔ فرمایا "اگر دین ثریا پر بھی پہنچ جائے تو ایک فارسی انسان اس کو لے آئے گا"۔ (مسلم ص ۳۱۲ ج ۲)

کئی علمائے امت پہلی حدیث کا مصداق امام مالک اور دوسری کا مصداق امام اعظمؒ کو قرار دیتے ہیں تو کیا ان اطلاعات نبویہؐ سے ان ائمہ کو نیا ظہور کہہ کر ان کو جزو ایمان یا عدم ایمان کی بحث شروع کردیں گے؟ ہرگز نہیں یہ تو جملہ واقعات میں سے چند واقعات ہیں جن کی اطلاع باطلاع الٰہی دی جاری ہے۔ اسی طرح قبل از قیامت متعدد واقعات اور شخصیات کے خروج وظہور کی اطلاع احادیث میں موجود ہے جو کہ اچھا اور برا دونوں پہلو رکھتے ہیں۔ جیسے فرمایا تیس جھوٹے نبی آئیں گے۔ دجال آئے گا۔ خدا کی نافرمانی عام ہوجائے گی' علم اٹھ جائے گا۔ قتل اور فتنہ فساد عام ہوجائے گا۔ سورج مغرب سے طلوع کرے گا اسی طرح فرمایا کہ امت کی اصلاح کے لئے مجددین آئیں گے۔ امام مہدی آئیں گے۔ حضرت مسیحؑ بھی نازل ہوں گے چنانچہ اکثر احادیث میں قیامت کی دس نشانیوں میں سے خروج مہدی اور نزول مسیحؑ کا تذکرہ ہے تو یہ اطلاعات ہیں جو خاتم الانبیاءؐ اپنی امت کو متنبہ کرنے کے لئے باذن الٰہی دے رہے ہیں۔ ہمیں بشرط صحت ثبوت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر یقین کرنا ہے کہ واقعتاً" یہ بات ہوگی یہ ہستی آئے گی۔ اس میں اس مصداق پر ایمان یا عدم ایمان کا کیا موقع ہے؟ ایمان تو صرف خاتم الانبیاء اور آپ کے ارشادات پر ضروری ہے۔ آپ کے بعد کوئی فرد جزو ایمان بنانا تو خروج از ایمان ہے۔

مسئلہ مجدد اور قادیانی

مرزائے کادیانی اور اس کی امت کا نظریہ یہ ہے کہ مرزا صاحب مجدد ہیں مگر حسب سابق عام مجدد نہیں بلکہ آخری مجدد جو چودھویں صدی کے لئے آنا تھا اور وہ مسیح موعود بھی ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب نے حدیث مجدد کو بڑے اہتمام سے نقل کرکے اس کی تصیح کے لئے تمام امت کا حوالہ دیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے مرزا صاحب کی کتاب **حقیقتہ الوحی ص ۱۹۳**۔ مگر ان کے اس دعویٰ کے ساتھ اتفاق نہیں کیا جاسکتا کیونکہ۔۔۔

(۱) اول تو یہ حدیث مجدد صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ منقول ہے جن کو مرزا صاحب معتبر اور ثقہ تسلیم نہیں کرتے۔ ملاحظہ فرمایئے ان کے متعلق مرزا صاحب کی بازاری زبان۔ وہ لکھتے ہیں۔۔۔

(۱) جیسا کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) جو غبی (کند ذہن) اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔ (اعجاز احمدی)

(۲) بعض کم تدبر والے صحابی (رض) جن کی درایت (عقل وفہم) اچھی نہ تھی جیسے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)
مرزا صاحب کی کتاب حقیقتہ الوحی ص ۳۴ مطبوعہ قادیان۔

(۳) اکثر باتوں میں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بوجہ اپنی سادگی کے اور کمی درایت کے ایسے دھوکہ میں پڑ جایا کرتا تھا۔ ایسے الٹے معنی کرتا تھا کہ جس سے سننے والے کو ہنسی آتی تھی۔ حوالہ بالا۔

(۴) جو شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ ابو ہریرہؓ کے قول کو ایک ردی متاع کی طرح پھینک دے۔ (روحانی خزائن ص ۴۱ ج ۲۱۔ از مرزائے کادیانی)۔

(۵) بعض ناداں صحابی (رضی اللہ عنہ) جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا (مراد ابو ہریرہؓ) روحانی خزائن ص ۲۸۵ ج ۲۱۔

ناظرین کرام! دیکھئے کادیانی کی بازاری زبان جو مقام صحابیت سے بالکل عاری اور جاہل ہے۔ اب اس سے دریافت کیجئے کہ یہ صحابیؓ حدیث مجدد کا واحد راوی ہے جس کا مقام اور پوزیشن تمہارے نزدیک مندرجہ بالا ہے تو تجھے کیا

حق پہنچتا ہے کہ تو اس کی نقل کردہ روایت پر اپنے دعویٰ کی بنیاد رکھے۔

(۱) صحابی رسولؐ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مرزا صاحب کی یہ ہرزہ سرائی اس بناء پر ہے کہ انہوں نے نزول عیسیٰؑ کا ارشاد پیغمبرؐ نقل کرکے آخر میں ان کے نزول ثانی پر قرآن مجید کی ایک آیت بطور استشہاد پیش کی کہ نزول مسیحؑ کی اس حدیث کی تائید کے لئے یہ آیت پڑھو وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا (بخاری ص ۴۹۸۔ ج ۱)

آنجناب کو صحابی رسولؐ پر غصہ اس لئے آیا کہ انہوں نے اس مثیل دجال کے دعویٰ مسیحیت پر حدیث اور قرآن سے ضرب کاری لگائی حالانکہ وہ بزرگ پہلے اس مسئلہ پر ارشاد پیغمبرؐ نقل کرتے ہیں اور پھر اس کی تائید میں فرمان الٰہی نقل کرتے ہیں اور سب صحابہؓ اور امت کے سامنے جس پر آج تک کسی صحابیؓ یا مجدد یا مجتہد کا انکار ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ گویا یہ اجماعی مسئلہ ہے۔ مگر کادیانی سب کا مخالف ہے۔

---

(۲) دوسرے اس لئے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو آخری اور چودھویں صدی کا مجدد قرار دیتا ہے۔ حالانکہ کسی بھی حدیث میں چودھویں صدی کا ذکر نہیں اور نہ ہی یہ آخری صدی ہے کیونکہ اب تو پندرھویں صدی کا تیرھواں سال شروع ہوچکا ہے۔ جناب مرزا صاحب بھی اپنے دعویٰ کی تردید کرتے ہوئے جیسے مثیل مسیح یا بعینہ مسیح ابن مریم آنے کے قائل ہیں اسی طرح اپنے بعد مزید مجدد آنے کے بھی قائل ہیں۔ (دیکھئے فتاویٰ احمدیہ ص ۸۳۔ ج ۲)

دیکھئے آنجناب نے اپنے تمام دعویٰ کو بیخ و بن سے خود ہی اکھاڑ پھینکا ہے۔ لہٰذا اب قادیانیوں کو مرزا پر تین حرف بھیج کر دوبارہ مسلمانوں میں شامل ہوجانا چاہئے۔

(۳) تیسرے اس بناء پر بھی کوئی ان سے اتفاق نہیں کرسکتا کہ کسی بھی حدیث میں مسیح موعود کی اصطلاح استعمال نہیں ہوئی۔ اس لئے جناب کادیانی کا یہ تمام دعوے محض شیطانی فریب ہے۔ جو کسی بھی ہوشمند انسان کے لئے قابل قبول نہیں ہوسکتا۔

کیا مجدد فرد واحد ہی ہوتا ہے اور اسے دعویٰ کرنا لازمی ہے؟

اس عنوان کی عام تفصیل پہلے گذر چکی ہے اب قادیانی عنوان سے کچھ ذکر کرنا مقصود ہے۔ تو اس سلسلہ میں قادیانیوں کی مسلمہ اور مصدقہ کتاب "عسل مصفیٰ" میرے پیش نظر ہے۔ جو کہ دو ضخیم جلدوں میں ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کی جلد اول کے پانچویں باب میں مجددین کے اوصاف وعلامات اور ضرورت کو بیان کیا گیا ہے اور پھر ہر صدی کے مجددین کی فہرست دی گئی ہے کہ پہلی صدی میں فلاں فلاں مجدد ہوئے ہیں اسی طرح پہلی صدی سے لے کر تیرھویں صدی تک ۸۲ مجددین کے نام درج کئے ہیں وہ یوں کہ کسی صدی میں ۴ مجدد آئے کسی میں پانچ حتیٰ کہ دوسری صدی کے ۴ مجددین کا نام لیا ہے۔ ایک مجدد کسی صدی کا بھی نہیں بتلایا۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ۔۔۔

چنانچہ فہرست مجددین سے واضح ہوتا ہے کہ کوئی مجدد فقیہ ہے کوئی محدث ہے کوئی مفسر ہے کوئی صوفی ہے کوئی متکلم ہے اور کوئی بادشاہ ہے۔ الغرض جن کاموں کو ایک ذات جامع جمیع صفات انسانی بہ حسن وخوبی سرانجام دیتی تھی (یعنی سید الانبیاء) اب مختلف زمانوں میں مختلف افراد مختلف پہلوؤں میں ان خدمات کو بجالاتے رہے ہیں اور اس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا۔ (عسل مصفیٰ ص ۱۴۰ ج ۱)

اس اقتباس سے کادیانی مصنف نے صاف اقرار کرلیا کہ تمام امور کو انجام دینے کے لائق ایک ہی ہستی ہے یعنی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بعد دین کے تمام پہلوؤں پر کام کرنا فرد واحد کا کام نہیں بلکہ ایک جماعت کا کام ہے جو ہمیشہ ہر زمانہ میں خدا پیدا کرتا رہا ہے۔ اسی طرح اس سے پہلے بھی اس باب میں تعدد مجددین کا اقرار موجود ہے۔ مگر ان سطور کے بعد پھر رگ الحاد پھڑکی اور لکھا کہ۔۔۔

جب یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہوگیا کہ ہر صدی کے سر پر کسی مجدد کا آنا ضروری ہے تو اب کوئی وجہ نہیں کہ چودھویں صدی کے سر پر کوئی مجدد نہ آوے۔ مجدد کا آنا نہایت ہی ضروری ہے۔ خاص کر ایسے پرفتن زمانہ میں جبکہ اسلام پر ہر پہلو اور ہر طرف سے مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں اور اسلام ایسے نرغہ میں پھنس گیا ہے کہ جس سے جانبری نہایت ہی مشکل ہوگئی ہے۔ صفحہ بالا۔

ملاحظہ فرمایئے کہ اقرار تعدد کے بعد پھر ایک ہی مجدد کی رٹ لگانا شروع کردی پھر آگے شدت ضرورت کا احساس دلایا کہ پہلے زمانہ کی بہ نسبت اس پرفتن دور میں مجدد کی زیادہ ضرورت ہے۔ حالانکہ شدت ضرورت کا تقاضہ یہ تھا کہ جب زمانہ خیر بلکہ تابعین کے قرن خیر وبرکت میں مجدد آئے اور تبع تابعین کے دور میں ۴ مجدد آئے تو اس زمانہ شر میں تو بیسیوں مجدد آنے چاہئے تھے۔ لیکن آپ صرف ایک پر کیوں اصرار کر رہے ہیں۔ محض اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے کہ کہیں اس مجدد شر کے ساتھ اور مجدد تسلیم نہ کرنے پڑ جائیں۔ کیسی بے تکی منطق ہے کہ کم ضرورت کے وقت ۳ سے ۴ تک اور شدت ضرورت کے وقت صرف ایک۔ حالانکہ ایک مصلح کامل صرف نبی کا ہونا تسلیم کرچکے ہیں۔

آخری بات

یہ ہے کہ پہلے ثابت کیا جاچکا ہے کہ سوائے نبوت کے کسی بھی منصب کا دعویٰ نہیں کیا جاتا اور نہ ہی اسے جزو ایمان بنانے کا حکم ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت سے افضل اور امت کے رہنمائے اول ہیں۔ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جو مراد نبی اور لو کان بعدی نبی لکان عمرؓ کے مصداق ہیں اور دونوں بزرگوں کے بارہ میں آنحضورؐ کا ارشاد ہے۔ کہ میرے بعد ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا کرنا۔ اور ان کے متعلق خود مرزا صاحب اپنی کتاب "سر الخلافہ" میں لکھتے ہیں کہ یہ دونوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ماندہ خمیر سے خلق ہوئے ہیں۔ جو خلفائے راشدین میں سے عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ بدریوں سے ہیں۔ بیعت رضوان والوں میں سے ہیں غرضیکہ جمیع فضائل سے مالا مال ہیں جب انہوں نے کوئی دعویٰ نہیں کیا تو مجددین کا مسئلہ تو کہیں دور کا ہے۔ ان کو دعویٰ کا استحقاق کیسے ہوسکتا ہے۔ چنانچہ قادیانیوں کے ذکر کردہ ۸۲ مجددین میں کسی ایک کا دعویٰ اس طور پر ثابت کیا جاوے کہ کسی ایک نے کہا ہو کہ میں خدا کی طرف سے اس صدی کا مجدد ہوں جو مجھے نہ مانے وہ جہنمی اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس نے مرزا کی طرح کسی قطعی اور اصولی مسئلہ کا انکار کیا ہو ان میں سے کسی ایک نے عقیدہ ختم نبوت اور نزول مسیحؑ کے بارہ میں کوئی نئی بات کی ہو۔ یا کم از کم اس مجدد کادیانی کی کوئی پیش گوئی کی ہو۔ جب اس میں سے ایک بات بھی ثابت نہیں تو پھر مرزا صاحب کو اپنی مجددیت کا دعویٰ کس طرح زیب دیتا ہے جبکہ یہ بھی بقول خود دیگر مجددین کی طرح چودھویں صدی کا مجدد ہے۔ لہٰذا روز روشن کی طرح واضح ہوگیا۔ مرزا کادیانی کے سب دعوے اور نظریے محض دجل وفریب ہیں جن کا قرآن وحدیث اور حق وصداقت کے ساتھ رتی بھر واسطہ نہیں ہے۔ یہ تو محض ایک فراڈ ہے جو بقول مرزا محض انگریزی کی ایجنٹی کی ایوٹی کو پورا کرنے کے لئے رچایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

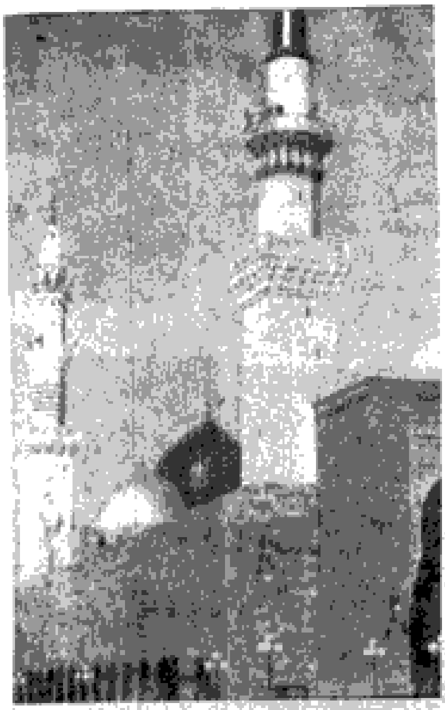

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مجھے کیا علم کیا تم ہو، خدا جانے کہ کیا تم ہو
بس اتنا جانتا ہوں محترم بعد از خدا تم ہو

کسی کی آرزو کچھ ہو! کسی کا مدعا کچھ ہو
ہماری آرزو تم ہو، ہمارا مدعا تم ہو

زمانہ جانتا ہے صاحبِ لولاک لما تم ہو
جہاں کی ابتدا تم ہو، جہاں کی انتہا تم ہو

نہ یہ قدرت زباں میں ہے نہ یہ طاقت بیاں میں ہے
خدا جانے تو جانے! کوئی کیا جانے کہ کیا تم ہو

رسالت کو شرف ہے ذاتِ اقدس کے تعلق سے
نبوت ناز کرتی ہے کہ ختم الانبیاء تم ہو

کہاں ممکن تمہاری نعت حضرت مختصر تر ہے
دو عالم مل کے جو کچھ بھی کہیں اس سے سوا تم ہو

گروہ رازداں "نظم فطرت" پر نہیں مخفی
یہ سب ہنگامہ دنیا خبر ہے مبتدا تم ہو

نہیں شرمندۂ اظہار اوصاف گرامی قدر
بتاؤں کیا کہ کیا تم ہو، سناؤں کیا کہ کیا تم ہو

فصاحت کو تحیر ہے بلاغت کو پریشانی
کہ لفظوں سے بہت بالا جناب مصطفیٰؐ تم ہو

گناہ گاران امت کا سہارا ذات والا ہے
خوشا قسمت کہ حضرت شافع روز جزا تم ہو

یہ ربط باہمی امت کو وجہ صد تفاخر ہے
تمہارا ہے خدا محبوب! محبوبؐ خدا تم ہو

تمہارے واسطے اسعدؔ کہیں بہتر ہے شاہی سے
کہ اک ادنیٰ غلام بارگاہ مصطفیٰؐ تم ہو۔

مولانا محمد اسعد اللہ اسعدؒ

امیر المومنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اتباعِ سُنّت

از: مولانا محمد اسلم، ہارون آباد

پہلا واقعہ اسوۂ رسولؐ کے ساتھ محبت و متابعت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ بچپن ہی سے رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔ اس لئے ان کی زندگی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا پرتو پڑنا ضروری تھا۔ پھر چونکہ شب و روز کی معیت تھی اور خلوت و جلوت کے محرم راز تھے، اس لئے ہر چیز میں پختگی تھی۔ رسوخ تھا۔ ان کے سامنے حضورؐ کی زاہدانہ گھریلو زندگی بھی تھی جو سادہ ہونے کے ساتھ ہر تکلف سے بری تھی۔ حضرت علیؓ پر اس زاہدانہ زندگی کا پورا پورا پرتو تھا یہاں تک کہ عہد خلافت میں بھی اس میں کوئی فرق نہ آیا۔ موٹا جھوٹا لباس روکھا پھیکا کھانا جو ان کا حضورؐ کے وقت میں تھا آخر وقت تک رہا۔

ایک دفعہ عبداللہ بن زریر نامی ایک بزرگ کیساتھ شریک طعام تھے دسترخوان پر کھانا معمولی اور سادہ تھا انہوں نے پوچھا۔ امیرالمومنین کیا آپ کو پرندے کے گوشت کا شوق نہیں؟ فرمایا ابن زریر خلیفۂ وقت کو مسلمانوں کے مال سے صرف دو پیالیوں کا حق ہے۔ ایک خود کھائے اور اہل و عیال کو کھلائے۔ دوسرا خلق خدا کے سامنے پیش کرے۔

دوسرا واقعہ:۔ حضرت کی زاہدانہ زندگی کی حد یہ تھی کہ ایک دفعہ منبر پر خطبہ دیتے وقت فرمایا کہ میری تلوار کا کون خریدار ہے؟ خدا کی قسم! اگر میرے پاس ایک تہبند کی قیمت ہوتی تو اس کو فروخت نہ کرتا۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا امیرالمؤمنین میں تہبند کی قیمت قرض دیتا ہوں۔

(ازالۃ الخفاء)

تیسرا واقعہ:۔ حضرت علیؓ نے کرتا پہنا پھر فوراً متواضع منگا کر آدھی آستیں اس کی کاٹ دی کسی نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا کیا؟ فرمایا کہ کرتا پہن کر اپنی نظر میں اچھا معلوم ہوا میں نے اس کو بدشکل کر دیا تاکہ برا لگنے لگے۔ (امثال عبرت)

چوتھا واقعہ:۔ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی کو معرکۂ قتال میں پچھاڑا اور ذبح کا ارادہ کیا۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ اس کم بخت نے آپ کے چہرۂ مبارک پر تھوکا اب چاہیے تھا کہ حضرت علیؓ اس کو فوراً ہی ذبح کر ڈالتے۔ مگر تھوکنے کے بعد آپ فوراً اس کے سینے پر سے کھڑے ہوگئے۔ اور فوراً اسے چھوڑ دیا۔ وہ یہودی بڑا متعجب ہوا اور حضرت علیؓ سے اس کی وجہ پوچھی کہ اگر آپ نے مجھ کو کافر سمجھ کر قتل کرنا چاہا تھا تو تھوکنے پر کیوں رہا کر دیا؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ اول جب میں نے تجھ پر حملہ کیا تو اس وقت بجز رضائے حق کے مجھے کچھ مطلوب نہ تھا۔ اور جب تو نے مجھ پر تھوکا تو مجھے غصہ اور جوش انتقام پیدا ہوا میں نے دیکھا کہ اب میرا تجھے قتل کرنا محض خدا کے لئے نہ ہوگا۔ بلکہ اس میں نفس کی بھی آمیزش ہوگی۔ اور میں نے نہ چاہا کہ نفس کیلئے کام کر کے اپنے عمل کو ضائع کروں اس لئے تجھے رہا کر دیا وہ یہودی فوراً مسلمان ہوگیا اور سمجھ گیا کہ واقعی یہی مذہب حق ہے جس میں شرک سے اس درجہ نفرت دلائی گئی ہے کہ کوئی کام نفس کے لئے نہ کرو۔ بلکہ محض خدا کے لئے ہر کام کرو۔ دوستی اور دشمنی میں بھی نفس کی آمیزش سے روکا گیا ہے۔

حضرت علیؓ نے ایک بار اپنے غلام کو پکارا۔ وہ نہ بولا۔ پھر آپؓ نے دوبارہ سہ بارہ پکارا۔ پھر بھی وہ نہ بولا۔ آخر آپ خود اس کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا وہ بیٹھا ہوا ہے۔ آپؓ نے فرمایا! کہ تو نے سنا نہیں؟ اس نے عرض کیا سنا تو تھا۔ آپؓ نے پوچھا کہ پھر جواب کیوں نہیں دیا؟ اس نے عرض کیا کہ مجھ کو یہ خوف تو تھا ہی نہیں کہ آپ ماریں گے اس لئے سستی کر گیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں نے للہ تجھے آزاد کیا۔

پانچواں واقعہ شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا انکسار

ایک دفعہ امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے کسی آدمی نے کوئی مسئلہ پیش کیا۔ آپؓ اس کا جواب دے رہے تھے کہ حاضرین مجلس میں سے ایک شخص بول پڑا۔ اے ابوالحسن! آپ جو کچھ فرما رہے ہیں اس سے یہ مسئلہ حل نہ ہوگا حیدر کرار نے اس کی بات نہایت تحمل کے ساتھ سنی اور فرمایا کہ اچھا تیرے خیال میں اس مسئلہ کا کیا حل ہے؟۔ اس آدمی نے اپنی رائے ظاہر کی اور شاہ مرداں نے اس کا جواب پسند فرمایا اور فرمایا کہ ہاں اس کا یہی حل ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ باب علم تھے اور دین و دنیا کے بادشاہ تھے۔ لیکن انہوں نے ایک دوسرے آدمی کا مشورہ خندہ پیشانی سے قبول کر لیا کوئی اور بادشاہ ہوتا تو اس کو دھکے مار کر اپنی مجلس سے نکال دیتا ۔

بیجے راکہ پندار در سر بود۔
مپندار ہرگز کہ حق بشنود۔

جس کے سر میں غرور ہے۔ ہرگز خیال نہ کر کہ وہ حق بات سنے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک مہمان نہ آنے پر رونا

روایت ہے کہ ایک روز حضرت علی المرتضیٰؓ روئے لوگوں نے رونے پر پوچھا؟ آپؓ نے فرمایا کہ سات روز سے میرے یہاں کوئی مہمان نہیں آیا مجھے ڈر ہے کہ خدا نے کہیں مجھے ذلیل تو نہیں کیا۔ (قصص الاولیاء ص ۴۲۷)

چھٹا واقعہ فرمانِ نبوی کے امتثال کی خاطر مرغوبات کا ترک

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سر میں بال گیسو کی طرح تھے۔ لیکن محض اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ان کو معلوم ہوا کہ ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہوتا ہے۔ لہٰذا جنابت کے غسل میں اگر کوئی شخص ایک بال کی جڑ کو بھی چھوڑ دے گا تو اس کو دوزخ میں ایسا ایسا عذاب دیا جائے گا۔ تو حضرت علیؓ نے سر کے بال منڈوا دیئے۔ اور فرمانے لگے کہ اس فرمان کے باعث میں نے اپنے سر کے ساتھ دشمنی کی۔ یعنی اس ڈر سے کہ گیسو کی وجہ سے کہیں کسی بال کی جڑ تر ہونے سے رہ جائے۔ مستحق وعید نہ ہو جاؤں، سر کے بال اتروا دیئے تاکہ یہ خطرہ ہی نہ رہے۔ (ابوداؤد)

قادیانیت، یہود و نصاریٰ کی نظر میں

جناب شاہد احمد ایم اے

"قادیانیت کے بارے میں یہود و نصاریٰ ایک خاص نقطۂ نظر رکھتے تھے وہ اسے ایک سیاسی تحریک سمجھتے چونکہ قادیانی اس کے دینی پہلو کو چنداں اہمیت نہ دیتے تھے، چونکہ قادیانی تحریک سے یہود و نصاریٰ کے سیاسی مسلک کو کوئی نقصان نہ پہنچایا تھا، کیونکہ قادیانیت سراسر یہودیت یا صیہونیت کی ذہنی شاخ اور یورپی استعمار کی ساختہ پرداختہ ایجنسی تھی۔

پہلے ہم ایک عیسائی پروفیسر شاگرے آف ہارورڈ یونیورسٹی امریکہ کے تصورات پیش کرتے ہیں انہوں نے امریکہ کے ایک رسالہ میں ۱۹۰۶ء میں ایک مضمون بعنوان "کیا مسلمانوں سے کوئی خطرہ ہے" چھپوایا۔ اس میں اول تو یہ بتایا کہ اسلامی سلطنتیں اس قابل ہی نہیں کہ عیسائی حکومتوں پر حملہ کریں۔ افریقہ، جہاں مہدی سوڈانی نے تحریک چلائی وہاں بھی کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن بقول پروفیسر "لیکن ضرور ہے کہ افریقہ کی اسلامی آبادی پر ہندوستان کے مسلمانوں کے طرز عمل کا اثر ہے۔ وہ اس بات سے غافل نہیں کہ کس طرح مہدویت کے عہدیداروں نے اس ملک کے امن کو خطرہ میں ڈالا ہے۔ جیسا کہ حال ہی میں مہدی سوڈانی نے انگریزی قوم کو سخت تکلیف میں ڈالا۔ مگر ہندوستان کی نسبت وہ" (پروفیسر) بالکل مطمئن ہے کہ وہاں کے مسلمانوں کے خیال امن اور صلاحیت کے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

"ہندوستان میں مسلمانوں کی رائے کا عام میلان کیا ہے اس کی شہادت میں ایک نئے مدعی بحیثیت مرزا غلام احمد کے بیانات اور تحریروں سے ملتی ہے۔ جنگ کے متعلق انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار ہندوستان کے ایک میگزین ریویو آف ریلیجنز میں ان صاف الفاظ میں کیا ہے کہ آخری مسیح پہلے مسیح کی طرح اس لیے بھیجا گیا ہے کہ وہ اپنا پیغام صلح اور امن سے پہنچائے اور جہاد کو یعنی جبر و شمشیر دین کے پھیلانے کو موقوف کرے۔ ایسے عقائد اللہ تعالیٰ کی منشا کے خلاف ہیں اور عقل بھی ہمیں اسی نتیجہ پر پہنچاتی ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی یہ منشا ہوتا کہ مسلمان اپنے مذہب کی خاطر لڑا کریں تو چاہیے تھا کہ مروجہ فنون جنگ میں یہی قوم دنیا کی تمام اقوام سے بڑھی ہوئی۔ مگر امر واقع یہ ہے کہ وہ فنون حرب میں اس قدر پیچھے رہ گئے اور عیسائی قومیں ان فنون میں اس قدر سبقت لے گئی ہیں کہ یہ خیال محض عبث اور لغو ہے کہ مسلمان عیسائیت کو تلوار سے کبھی نیست و نابود کر سکیں۔"

اس کے بعد پروفیسر مذکور وہ الفاظ لکھتا ہے جن پر تمام مسلمانان ہند کو غور کرنا چاہیے۔ وہ لکھتا ہے:

"میں یقین کرتا ہوں کہ ہندوستان کے تمام سمجھدار آدمی جہاد کے متعلق یہی عقیدہ رکھتے ہوں گے اور ان حالات میں ہندوستان میں کسی مذہبی بغاوت کا ہونا اگر بالکل ناممکن نہیں تو قریب قریب ناممکن ہے۔"

ان الفاظ کو درج کر کے رسالہ ریویو کے مدیر مولوی محمد علی مرزائی جو بعد میں امیر جماعت لاہور بنے، لکھتے ہیں:

"کاش مسلمان غور کریں کہ اس سلسلہ کا یہ کس قدر بڑا احسان ہے کہ ایک ایسے دھبہ کو جو کئی سو سال پہلے اسلام پر لگتا آیا تھا اس سلسلہ نے بالکل دور کر دیا اور آخر اسلام پر نکتہ چینی کرنے والوں کو اقرار کرنا پڑا کہ مسلمانان ہند سے ہمیں اب کوئی خطرہ جنگ نہیں کیونکہ وہاں وہ مہدی اور مسیح پیدا ہوا ہے جس کی تعلیم جہاد کے خلاف ہے اور یوں نہ صرف مذہبی پہلو سے بھی ایک عظیم الشان احسان بانی سلسلہ احمدیہ کا مسلمانان ہند پر ہے۔"

(ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ فروری ۱۹۰۶ء)

اب ایک یہودی پرچے "اگس لینڈ سٹار" کا مضمون ملاحظہ ہو پرچہ جو نیوزی لینڈ سے نکلتا تھا۔ اخبار "اسلامی خطرات" کے زیر عنوان لکھتا ہے: "مسلمانان ہند سے ہم بالکل مطمئن ہیں۔ کیونکہ انہیں ایام میں وہاں ایک نیا مسلمان مسیح مرزا غلام احمد اٹھا ہے۔ جو مسلمان اقوام کے اندر تعلیم دیتا ہے۔ لیکن یہ نیا رسول اپنے طور پر یہ کہتا ہے کہ آخری مسیح اس لیے بھیجا گیا ہے کہ اپنا پیغام صلح اور امن سے پہنچائے اور جہاد بذریعہ تلوار مسلمان کرنے کی قبیح رسم کو دور کرے۔"

(ریویو بابت فروری ۱۹۰۶ء)

حال ہی میں لندن کے چیف ربی یہودی شلومو گورن آف اسرائیل نے آرچ بشپ آف کنٹربری ڈاکٹر رابرٹ رنسی اور کارڈینل ہیلنان آرچ بشپ سے ملاقات کی اور ان عیسائی رہنماؤں پر زور دیا کہ اسرائیل میں عیسائی مشنریوں کی کارروائیوں کو جلد از جلد بند کرائیں۔ اسرائیلی حلقوں میں عیسائی مشنریوں کے خلاف شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے کہ جینل ہیتھ کے ایک یہودی دانیال رفی نے ایک جماعت قائم کی ہے جس کا مقصد عیسائیت کی ترویج ہے اور اسے یہودی افکار سے ہم آہنگ کرنا ہے۔ یہودی دہشت پسندوں نے عیسائی مشنریوں کے خلاف شدید کارروائیاں کر رہے ہیں کئی علاقوں میں لوٹ مار، آتش زنی اور بائبل کی کاپیاں جلانے کے واقعات بھی پیش آئے ہیں۔" (مارننگ نیوز کراچی، ۲۷ ستمبر ۱۹۷۷ء)

لیکن عجیب بات ہے کہ قادیانی، اسرائیل کے تمام بڑے شہروں حیفہ، کرمل، کبابیر وغیرہ میں پھیل رہے ہیں۔ لاکھوں روپیہ چندہ کی صورت میں جمع ہوتا ہے۔ لٹریچر چھپتا ہے پریس لگا ہوا ہے اور البشریٰ رسالہ جاری ہے۔ یہودی آخر قادیانیوں کے خلاف کوئی کارروائی کیوں نہیں کرتے، اور ان کی پشت پناہی کیوں کرتے ہیں۔ "الفرقان" ربوہ کے شمارہ بابت ستمبر ۱۹۶۷ء میں شیخ نور احمد قادیانی، مبلغ بلاد عربیہ نے ایک مضمون تحریر کیا ہے جس میں قادیانی صیہونی گٹھ جوڑ کے بارے میں قادیانی عذر پیش کیا ہے کیا شیخ نور احمد قادیانی اس پہلو پر روشنی ڈالنے کی جسارت فرمائیں گے؟ واضح رہے کہ شیخ نور احمد ایک سامراج نواز صیہونیت پسند، اسرائیل میں قادیانی مبلغ تھے۔ جن کو ان کی عرب کے بجائے فلسطینی مہاجرین کے خلاف شرمناک کردار ادا کرنے کی بنا پر قتل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا لیکن آپ بچ نکلے۔

چوہدری محمد شریف مبلغ فلسطین لکھتے ہیں: "الشیخ نور احمد قادیانی نے عکہ و فلسطین کی طرف سفر کیا۔ یہاں آپ کو ایک ضروری کام کے لیے بھیجا گیا۔ وہاں کے اوباش لوگوں اور عرب مہاجرین نے آپ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر الحمد للہ! آپ بخیریت اسی روز حیفہ پہنچ گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو عکہ کے شر پسندوں سے محفوظ رکھا۔" (الفضل قادیان ۳۰ جون ۱۹۴۶ء)

"احمدیت یا جدید یہودیت" عیسائیوں اور یہودیوں دونوں کی نظر میں دینی اور سیاسی لحاظ سے ایک مستحسن تحریک ہے۔ کیونکہ اس کا اسلام دشمن، صیہونیت نواز، استعمار پرور اور استحصال پسند کردار ہے۔ سامراجی طاقتوں کو ایسی ہی جماعت کی ضرورت تھی جو انہوں نے نہ صرف پیدا کی بلکہ اس خود کاشتہ پودے کی آبیاری کی۔ ●●

بقیہ: شناختی کارڈ

انسانی حقوق کی نگہداشت کی دعوت دینا پاکستان کے ساتھ بھی بدخواہی ہے اور قادیانیوں کے ساتھ بھی۔ اگر واقعی محترمہ اور ان کے ہمنوا قادیانیوں کے سچے ہمدرد ہیں تو انہیں جرات کر کے دوسری آئینی ترمیم کے خلاف اعلان جہاد کرنا چاہئے ورنہ عام مسلمان یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ انسانی حقوق کے نام پر محترمہ اور ان کے ہمنوا اگر فریب خوردہ نہیں تو یقینی طور پر اسلام دشمن لابی کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔

ہمارے نزدیک مسئلہ کا واحد حل اور معاشرہ کو انتشار سے بچانے کا راستہ صرف یہ ہے کہ قادیانیوں کو ایک محفوظ اور باوقار اقلیت کے جملہ حقوق دیئے جائیں اور مسلمانوں کو ان کے مذہبی شعائر و اسلامی اصطلاحات کے تحفظ کی ضمانت دی جائے۔ اس کے بغیر اگر مسئلہ وقتی طور پر سرد بھی پڑ گیا تو کل کلاں پھر ابھر کر سامنے آئے گا۔ اب یہ فیصلہ قادیانیوں کو کرنا ہے کہ انہیں پاکستان اور عالم اسلام میں ایک امن پسند اقلیت کی پوزیشن پسند ہے یا کافر حربی (وہ کافر جو مسلمانوں سے حالت جنگ میں ہوں) کی پوزیشن پسند ہے اس لئے کہ وہ نئی نبوت و وحی سے انکار کے بغیر کسی صورت نہ مسلمان بن کے رہ سکتے ہیں اور نہ اسلامی اصطلاحات استعمال کر سکتے ہیں۔ عالم اسلامی اپنی کمزوری کے باعث وقتی طور پر ہیومن رائٹس کی غلط دھونس سے دب بھی گیا تاہم اس کے دل سے نئی نبوت وحی کی نفرت کو نہیں کھرچا جا سکتا کیونکہ کوئی مسلمان ارتداد اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی معنی میں نبوت و وحی کی نفرت کے بغیر مسلمان رہ ہی نہیں سکتا۔

بقیہ: تحریک ختم نبوت

ابوظہبی نے اعلان کیا ہے کہ قادیانیوں کے کسی کلب یا تنظیم کو ابوظہبی میں کام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے نیز کسی قادیانی مردہ کو ابوظہبی میں تدفین کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ اور نہ ہی ان کے کسی سرٹیفکٹ اور دستاویز کو قبول کیا جائے گا۔ خلیج ٹائمز۔

بقیہ: ایمان

۔ یا اللہ اپنی توحید کے نور سے ہمارے دلوں کو منور کر دے' ہمارے ایمانی تقاضوں کو بیدار فرمادے تاکہ ہمیں گناہوں سے نفرت ہو جائے یا اللہ ہمارے ایمان کو قوی فرمادے تاکہ بے غیرتی' بے حیائی کی باتوں سے ہمیں نفرت ہو جائے یا اللہ! ہم گناہوں سے مانوس ہوتے جا رہے ہیں' بس یہی سب سے بڑا وبال ہے جسے ہم دنیا میں بھی بھگت رہے ہیں اور آخرت میں بھی بھگتنا پڑے گا۔ یا اللہ! ہمیں اپنی ذات پاک کی طرف رجوع ہونے کی توفیق عطا فرمائیے تاکہ ہم بھی توبہ کر کے آپ کے فرمانبردار بندے بن جائیں۔

بقیہ: کسب حلال

سے آگے بڑھ جائے اور حرام اور ممنوعہ امور کی حدود میں داخل ہو جائے

کسب حلال کے بارے میں ایک اور موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ " (البیہقی، مشکوٰۃ ص۲۴۲)

یعنی کسب حلال کی تلاش ایسا فریضہ ہے جو مسلسل باقی رہتا ہے، اور جس میں کوئی انقطاع نہیں ہوتا۔ لہٰذا جس شخص کے ذمہ اپنے نفس اور دوسروں کے نفقات کی ذمہ داری ہے اس پر یہ فرض ہے کہ کسب حلال کے ذریعہ اس ذمہ داری کو پورا کرے۔

جس طرح اسلام نے کسب حلال کی ترغیب اور حکم دیا ہے، اسی طرح کسب حرام سے منع فرما کر اس کے نتائج بد سے آگاہ کیا ہے، ان نتائج میں ایک یہ بھی ہے کہ جو گوشت کہ حرام کھانے سے بنتا ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا اسکی جگہ جہنم کی آگ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا یدخل الجنۃ لحم نبت من السحت، وکل لحم نبت من السحت کانت النار أولی بہ " (المشکوٰۃ ص۲۴۲ مسند احمد)

وہ گوشت جنت میں نہیں جائے گا جو حرام سے بنا ہے، اور ہر وہ گوشت جو حرام سے بنا آگ اس کی زیادہ حقدار ہے۔

ایک دوسری حدیث میں اس کے بُرے نتیجہ کو اس طرح بیان فرمایا:

"لا یکسب عبد مال حرام فیتصدق بہ فیقبل منہ، ولا ینفق منہ فیبارک لہ فیہ، ولا یترکہ خلف ظہرہ إلا کان زادہ إلی النار، إن اللہ لا یمحو السیئ بالسیئ، ولکن یمحو السیئ بالحسن، إن الخبیث لا یمحو الخبیث۔ " (المشکوٰۃ ۲۴۲)

جب کوئی شخص حرام مال کماتا ہے پھر اس میں سے صدقہ کرتا ہے تو وہ صدقہ اس سے قبول نہیں کیا جاتا' اور جب اس میں سے اپنے لیے خرچ کرتا ہے تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں دی جاتی، اور اگر مرنے کے بعد حرام مال اپنے پیچھے چھوڑ کر جاتا ہے تو وہ اس کے لیے جہنم کا زاد راہ بنتا ہے، اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے دور نہیں فرماتے بلکہ برائی کو نیکی اور اچھائی سے دور فرماتے ہیں' خبیث چیز خبیث کو نہیں مٹاتی۔

کسب حرام کے بُرے نتائج کو بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا یدخل الجنۃ لحم نبت من السحت، وکل لحم نبت من السحت کانت النار أولی بہ " (المشکوٰۃ ۲۴۲)

جنت میں وہ گوشت داخل نہیں ہوگا جو حرام سے بنا ہو، اور جو گوشت حرام سے بنا ہے آگ اس کے لیے زیادہ مناسب ہے۔

بہرحال اسلام اپنے ماننے والوں کو کسب حلال اور طیبات کی تعلیم اور ترغیب دیتا ہے، اور کسب حرام اور خبیث چیزوں سے اجتناب کا حکم دیتا ہے۔ اور یہ تنبیہ کرتا ہے کہ حلال و حرام اور طیب و خبیث یکساں نہیں ہو سکتے رزق حلال اور طیب چاہے مقدار میں کتنا ہی کم ہو وہ اس حرام اور خبیث سے بہتر ہے اگرچہ وہ مقدار میں زیادہ کیوں نہ ہو۔ اس لیے عقلمند کو چاہیے کہ گندی اور حرام چیزوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے خواہ وہ دیکھنے میں کتنی ہی زیادہ اور بھلی لگیں' ارشاد باری ہے:

قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو أعجبک کثرۃ الخبیث فاتقوا اللہ یا أولی الألباب لعلکم تفلحون۔ (المائدہ: ۱۰۰)

اے پیغمبر آپ ان سے فرما دیجئے کہ ناپاک چیز اور پاک چیز دونوں برابر نہیں، خواہ تم کو کسی ناپاک چیز کی کثرت بھلی ہی کیوں نہ معلوم ہوتی ہو، تو اے عقلمندو اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

ان احادیث کا حاصل یہ نکلا کہ امت اسلامیہ اور اس کا ہر فرد اس بات کا مکلف ہے کہ وہ کسب حلال اختیار کرے اور پاکیزہ روزی خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے۔

اللہ تعالیٰ ہر سب کو کسب حلال کی توفیق دے۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

ہمارا نصب العین اسلام کی سربلندی، عقیدہ ختم نبوت و ناموس رسالتؐ کا تحفظ
اور گستاخ رسول فتنہ قادیانیت کا پرزور تعاقب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین کی تمام دردمندان اسلام اور شمع ختم نبوت کے پروانوں سے

اپیل

الحمدللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے یوم تاسیس سے لے کر اب تک اسلام کی سربلندی، عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے ساتھ ساتھ

گستاخ رسولؐ فتنہ قادیانیت کا پرزور تعاقب کر رہی ہے

○ عالمی مجلس کے راہنماؤں اور مبلغین کی کوششوں سے اب تک ہزارہا افراد قادیانیت سے تائب ہو چکے ہیں۔ صرف ایک افریقی ملک "مالی" میں ۳۵،۳۰ ہزار افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ○ جماعتی لٹریچر جو متعدد زبانوں میں شائع ہو چکا ہے (اور مزید زبانوں میں شائع کرنے کی کوششیں جاری ہیں) اس کے اور جماعتی مبلغین کے ذریعے پوری دنیا قادیانیت کے دجل و فریب سے آگاہ ہو چکی ہے ○ تبلیغی نظام کافی وسیع ہو چکا ہے۔ متعدد بیرونی ملکوں میں جماعتی شاخوں کے علاوہ دفاتر، قرآنی تعلیم کے لئے مکاتب قائم ہو چکے ہیں۔ اندرون ملک ۵۰ سے زائد ہمہ وقتی مبلغ، ۱۰ دینی مدارس قائم ہیں، مدارس میں بیرونی طلباء کے اخراجات عالمی مجلس آپ حضرات کے دیئے ہوئے عطیات سے پورا کرتی ہے۔ ○ جماعت کے دو ہفتہ وار رسالے قادیانیت کے پرزور تعاقب میں مصروف ہیں۔ امسال عالمی مجلس نے ایک عظیم الشان منصوبہ پر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کام شروع کیا ہوا ہے اور وہ ہے روس کی غلامی سے آزادی حاصل کرنے والی ریاستوں اور کمیونسٹوں کے جبر و تشدد سے نجات حاصل کرنے والے لاکھوں مسلمانوں میں قرآن مجید پہنچانا۔

یہ آزاد ریاستیں

کسی زمانہ میں اسلامی علوم و فنون کا مرکز رہی ہیں۔ امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام برہان الدین فرغانیؒ صاحب ہدایہ، امام ابو حفص کبیرؒ، امام ابو اللیث سمرقندیؒ اور امام ابو منصور ماتریدیؒ اسی سرزمین سے اٹھے جن کے علمی فیضان سے پورا عالم اسلام مستفید ہوا لیکن ان مسلم ریاستوں پر روس کے ظالمانہ و جابرانہ تسلط نے عالم اسلام کی ان مایہ ناز ریاستوں کو بنجر بنا کر رکھ دیا۔ آج وہ سرزمین قرآنی تعلیم کی پیاسی اور اور وہاں کے مسلمان ہم سے قرآن مجید کے طالب ہیں۔ ایسے میں عالمی مجلس کے وفد نے وہاں کا دورہ کرنے کے بعد ۱۰ لاکھ قرآن مجید جماعت کی طرف سے چھپوا کر وہاں پہنچانے کا فیصلہ کیا جو الحمدللہ آپ کی دعاؤں سے زیر طبع ہے اس وقت ہزاروں قرآن مجید وہاں پہنچا بھی دیئے ہیں۔

ان تمام منصوبہ جات خاص طور پر وسطی ایشیا کی ریاستوں میں قرآن مجید پہنچانے کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے عالمی مجلس کو آپ کے تعاون کی اشد ضرورت ہے

ہم تمام اہل اسلام اور شمع ختم نبوت کے پروانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ

وہ موجودہ مہینوں خصوصاً رمضان المبارک میں مذکورہ منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنی زکوٰۃ، صدقات، خیرات اور خاص طور پر عطیات سے دل کھول کر امداد فرمائیں۔

فقیر خان محمد
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

محمد یوسف لدھیانوی
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عزیز الرحمٰن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ترسیل زر کا پتہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔ فون:۔ ۴۰۹۷۸

کراچی کا پتہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ فون ۷۷۸۰۳۳۷

نوٹ:۔ کراچی کے احباب الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن اکاؤنٹ نمبر ۳۳ میں براہ راست رقم جمع کر کے دفتر کو اطلاع دیں۔